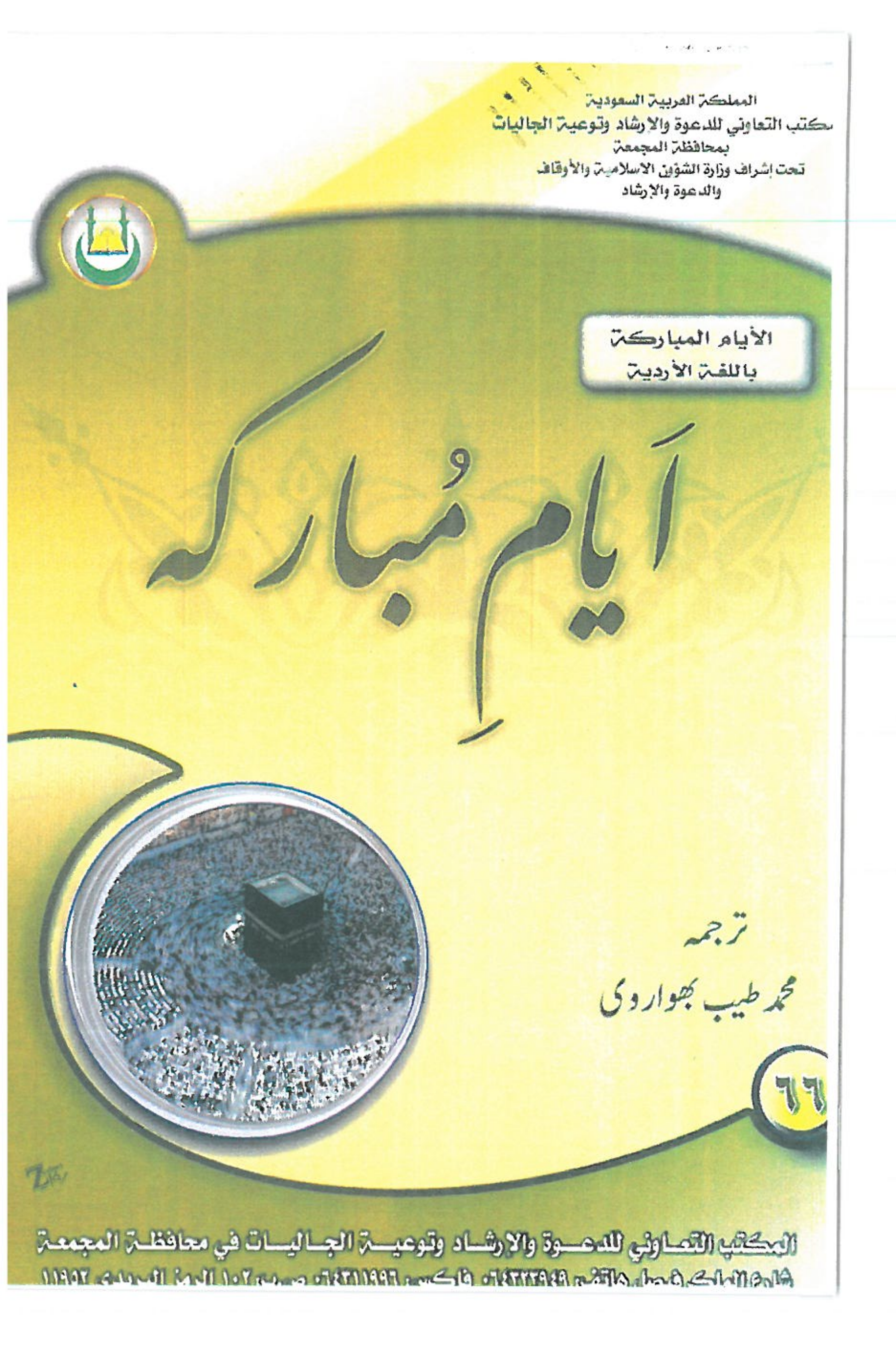
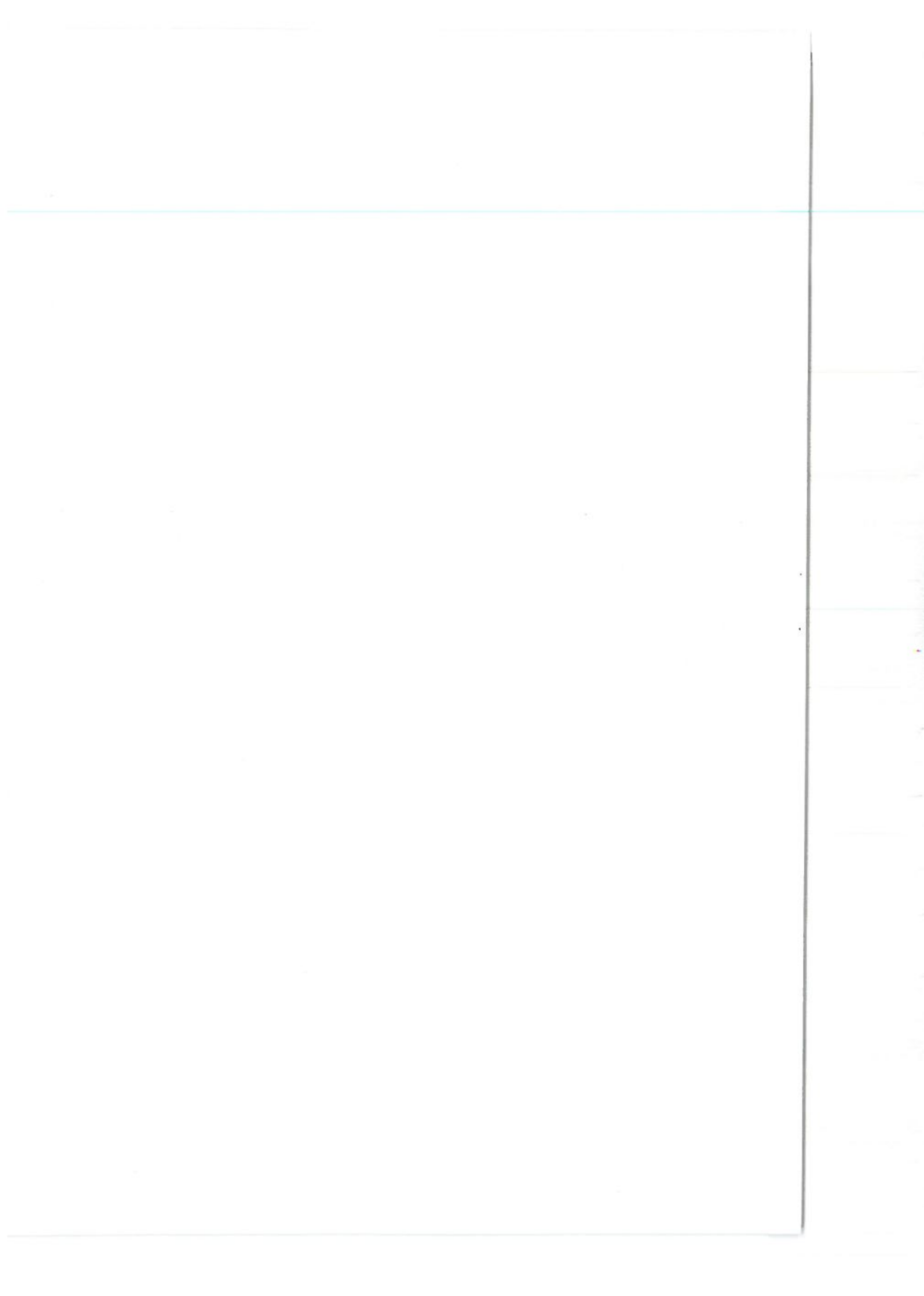


المملكة العربية السعودية
مكتب التعاوني للدعوة والارشاد وتوعية الجاليات
بمحافظة المجمعة
تحت إشراف وزارة الشؤون الاسلامية والأوقاف
والدعوة والارشاد
الأيام المباركة
باللغة الأردية
ایام مبارکہ
ترجمہ
محمد طیب بھواروی
٦٦
المكتب التعاوني للدعوة والارشاد وتوعية الجاليات في محافظة المجمعة





جمع وترتیب

مکتب توعیۃ الجالیات المجمعہ

ترجمہ

ابو عدنان / محمد طیب بھواروی

نظر ثانی

شیخ ابو کلیم / مقصود الحسن الفیضی

ح المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد في المجمعة، ١٤٢٧هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات في محافظة المجمعة

الأيام المباركة (باللغة الأردية). مكتب الدعوة بالمجمعة ــ المجمعة ١٤٢٧هـ.

١٠٠ص ؛ ١٢ X ١٧

ردمك ١-١-٩٨٤٣-٩٩٦٠

١- الحج ــ فضائل الأيام والشهور أ- العنوان

ديوي ٢٥٢,٥ ١٤٢٧/٦٥٣٦

رقم الإيداع : ١٤٢٧/٦٥٣٦

ردمك ١-١-٩٨٤٣-٩٩٦٠

الطبعة الأولى

ذو القعدة ١٤٢٧هـ

إعداد وصف

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات في المجمعة

المجمعة ١١٩٥٢، ص.ب: ١٠٢، ت/٤٣٢٣٩٤٩ ٠٦، ف/٤٣١١٩٩٦ ٠٦

فہرستِ موضوعات

مقدمۃ الکتاب

الحمد للّٰہ وحدہ، والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ، اما بعد:

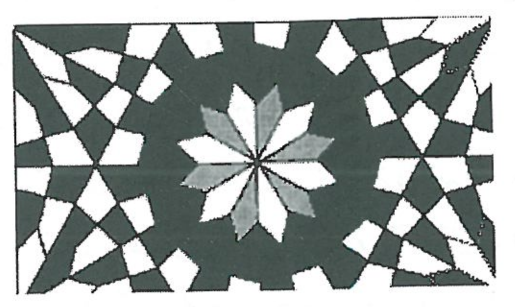
نیکیوں کے مواقع پے در پے آتے رہتے ہیں، جن کے ساتھ منتظر ہمتیں بھی بلند ہوتی ہیں، چنانچہ کتاب "استقبالِ رمضان" ہم سے دور نہیں ہے کہ پھر یہ دوسری کتاب "ایام مُبارکہ" آپ کے سامنے ہے۔

قارئین کرام! مومن صاحب ہمت ہوتا ہے اور ہماری بلند ہمتی کے اصل محرکات وبنیاد آپ ہیں، آپ کے وفورِ جذبات سے جو ضیاروشن ہوتی ہے وہ ہمارے ہر پیشکش کے بعد ہماری تسلی واطمنان کا باعث بنتی ہے، عنقریب ہمارے اوپر ایک بابرکت عشرہ سایہ فگن ہونے والا ہے، اسی مناسبت سے ہم آپ کی محبت میں اور ان دنوں کی عظمتِ شان کی بنا پر جس کی عظمت وفضیلت کو ہمارے پیارے نبی جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے، اور آپ کی سچی تائید کے پیش نظر یہ ہدیہ آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

ہم نے اس کتاب میں اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ اس عشرہ کو جدید اسلوب میں بیان کیا جائے جو اسلوب کہ اللہ جل جلالہ کے فرمان اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ حدیث اور آئمہ دعوت کے کلام سے مزین ومرصع ہو، ہم نے

اس کتاب میں کوئی نیا مسئلہ نہیں بیان کیا ہے، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے امت تک ساری بات پہنچادی ہے، یہاں تک کہ آپ نے اس کو روشن شاہراہ پر چھوڑا، اب اس راستہ سے وہی بھٹکے گا جو ہلاک اور تباہ و برباد ہونے والا ہوگا، لیکن ہماری یہ جدیدیت اس عشرہ کے فضائل و اعمال کے اسلوبِ عرض، اس سے استفادہ کا طریقہ کار، جدید افکار، منفرد اور قابلِ دید ایڈیشن کی شکل میں پیش کرنے میں مخفی ہے، ہم امید کرتے ہیں کہ اس میں ہمیں ایک حد تک کامیابی ملی ہے۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ ہر اس شخص کو بہتر بدلہ عطا فرمائے جو اس نیک کام کا سبب بنے، مشورہ، جمع وترتیب، مراجعہ و نظر ثانی میں شرکت کی، وہی بہتر مسئول ہے۔



فرصتوں کو غنیمت جانئے

عقلمند انسان وہ ہے جو موسموں کی آمد پر زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو تھکا دیتا ہے، دنیا کے بہت سے عقلمندوں اور موسمیات سے واقف کار شخصوں کو ہم دیکھتے ہیں کہ [کسی موسم کی آمد پر] وہ رات و دن مسلسل اپنے کاموں میں لگے رہتے ہیں اور بہت ہی کم سوتے ہیں تاکہ اپنی محنت کی بدولت کچھ نفع حاصل کرلیں، حالانکہ وہ نفع اس کے پورے یا آدھے مال یا اس سے کم ہونے سے بھی آگے نہیں بڑھتا، بلکہ بسا اوقات وہ اپنے مال اور نفع میں گھاٹا اٹھاتے ہیں۔

آپ دیکھیں کہ طلبہ کس طرح اوقاتِ امتحان کا استقبال کرتے ہیں اور اس کی تیاری کے لئے کیسی جدوجہد اور محنت کرتے ہیں؟ نظر دوڑائیے کہ کس طرح تاجر حضرات، گرمی، سردی، چھٹی اور عید سے متعلقہ سامان تجارت کے موسموں کے منتظر رہتے ہیں، وہ کوشش کرتے ہیں کہ کوئی چیز چھوٹنے نہ پائے، غور کیجئے کہ کس طرح کاروباری لوگ ٹنڈر حاصل کرنے اور اگریمنٹ کو مضبوط اور پختہ کرنے کے مواقع اور اوقات کے انتظار میں رہتے ہیں، کس طرح وہ دقیق معلومات حاصل کرنے میں اور مختلف قسم کی مشاورتی [میٹنگ] کرنے میں رات

و دن ایک کر دیتے ہیں، آپ یہ بتلایئے اگر کوئی تجارتی دکان کا مالک نئے کپڑے بیچتا ہو اور عید قریب آجائے تو کیا وہ اپنی دکان کو بند کر کے سیر و سیاحت کے لئے فرصت لے لے، یا اگر کسی مکتبہ یا اسٹیشنری کا مالک نیا تعلیمی سال شروع ہونے سے کچھ دنوں پہلے اپنا تجارتی دکان بند کر دے اور پڑھائی شروع ہو جانے کے چند ہفتوں کے بعد اپنی دکان کھولے تو اس طرح کے آدمیوں کے بارے میں لوگ کیا کہیں گے ؟ اور کیا ایسے لوگ کسب و تجارت کے اہل ہیں۔

یہ تجارتی اور دنیوی منافع کمانے کے چند ایک نمونے ہیں، تو پھر اللہ کے ساتھ تجارت سے متعلق آپ کا خیال ہے، رحمت الٰہی کے اس موسم میں اس کی رحمت و مغفرت اور جہنم سے آزادی حاصل کرنے کے لئے آپ کی کیا تیاری ہے ؟ اللہ تعالی کے ان بابرکت اور مقدس ایام کے ساتھ آپ کا کیا رویہ ہونا چاہئے ؟

چنانچہ اہل ایمان کو چاہئے کہ اپنی کوشش بڑھادیں اور زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کریں جن سے ان کا رب خوش ہو، اس کا قرب نصیب ہو اور اللہ سبحانہ و تعالی کے یہاں ان کے درجات بلند ہو سکیں۔



عشرۂ ذی الحجہ کے فضائل

اللہ سبحانہ وتعالی کا فضل واحسان ہے کہ اس نے اپنے نیک بندوں کے لئے سال میں کتنے ہی لمحات اور مواقع ایسے عطا کر رکھے ہیں جو بار بار آتے رہتے ہیں، جن میں وہ کثرت سے نیک کاموں کو انجام دیتے ہیں اور اپنے مالک ومولی کا قرب حاصل کرنے کے لئے مسابقت اور پہل کرتے ہیں، اور اللہ تعالی بھی اپنے فضل وکرم سے انہیں ان نیک کاموں کی بدولت اجر وثواب عطا فرماتا ہے، نیز اللہ سبحانہ وتعالی کا ایک احسان یہ بھی ہے اس نے ہماری عمر لمبی کی تاکہ ہم زیادہ سے زیادہ نیک کام کر سکیں، جب کہ لوگ دنیا میں آرہے ہیں اور دنیا سے جارہے ہیں، اور امت محمدیہ ﷺ کی عمر گزشتہ تمام امتیوں کے عمر کے مقابلہ میں سب سے کم ہے، فرمان نبوی ﷺ ہے((أعمار أمتي ما بين الستين إلى السبعين))"میری امت کی عمر ساٹھ اور ستر سال کے درمیان کی ہے" (سنن ترمذی، سنن ابن ماجہ، صحیح الجامع للالبانی حدیث ۱۰۷۳)

لیکن اللہ تعالی نے اپنے فضل وکرم سے اس کے بدلے بہت سے نیک اعمال اس امت کے لئے ایسے بنا رکھے ہیں کہ جن کو بجالانے سے عمر میں برکت ہوتی ہے، تو جس نے ان نیک کاموں کو بجالایا گویا اسے لمبی عمر عطا کردی گئی، ان اوقات

ولحات میں عشرۂ ذوالحجہ بھی ہے، جو دنیا کے تمام دنوں سے افضل ہے، جیسا کہ آپ ﷺ سے بسند صحیح ثابت ہے ((أفضل أيام الدنيا أيام العشر)) "دنیا کے تمام ایام سے افضل عشرۂ ذوالحجہ کے ایام ہیں" (مسند بزار، ابن حبان، صحیح الجامع للالبانی حدیث : ۱۱۴۴)

چنانچہ ایام عشرۂ ذی الحجہ اپنے دن، گھنٹے اور منٹ کے لحاظ سے افضل ترین ایام ہیں، اس طرح یہ اللہ کی نظر میں سب سے زیادہ محبوب ایام ہیں، اللہ تعالی نے ان ایام کی اپنی کتاب میں قسم کھائی ہے، اور اللہ تعالی کا ان دنوں کی قسم کھانا ان کی شان وعظمت پر دلالت کناں ہیں اور فرمان الٰہی ہے ﴿وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ﴾ "قسم ہے فجر کی اور دس راتوں" (سورۃ الفجر آیت : ا۔۲)

انہیں ایام میں یوم عرفہ بھی ہے جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا :((ما من يوم أكثر من أن يعتق الله فيه عبدا أو أمة من النار من يوم عرفة)) "عرفات کے دن سے زیادہ اور کسی دن اللہ تعالی اپنے بندہ اور بندی کو جہنم کی آگ سے زیادہ آزاد نہیں کرتا" (صحیح مسلم حدیث :۱۳۴۸)

اوراس عشرہ کا آخری دن یوم النحر [قربانی کا دن] ہے پھر یوم القر[گیارہ ذوالحجہ کا دن] ہے، جن کے بارے میں آپ ﷺ کا فرمان ہے "بارگاہ الٰہی میں سب سے

عظمت والا دن یوم النحر پھر یوم القر ہے"(سنن ابی داؤد ج۵/ ۱۷۴، صحیح ترمذی للالبانیؒ ۱۷۶۵)

ان دنوں میں نیک کام کرنے کی بڑی اہمیت ہے، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:((ما من أيام العمل الصالح فيهن أحب إلى الله من هذه الأيام العشر فقالوا يا رسول الله ولا الجهاد في سبيل الله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا الجهاد في سبيل الله إلا رجل خرج بنفسه وماله فلم يرجع من ذلك بشيء)) "ذی الحجہ کے ان دس دنوں سے بہتر ایسا کوئی دن نہیں جس میں نیک عمل اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہو، صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں، ہاں مگر وہ شخص جو اپنی جان ومال کے ساتھ [راہ جہاد میں] نکلے اور کچھ واپس لے کر نہ آئے" [یعنی اپنی جان ومال اسی راہ میں قربان کردے] (صحیح بخاری حدیث : ج۲/ ۴۵۷، اور دیگر کتب حدیث)

حالانکہ معلوم ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ ایمان باللہ کے بعد سب سے افضل عمل ہے جیساکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ ایک شخص نے

عرض کیا یارسول اللہ! سب سے بہترین عمل کون سا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، اس نے عرض کیا اس کے بعد کون سا عمل سب سے بہتر ہے؟ فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ، اس نے پوچھا پھر اس کے بعد کونسا عمل سب سے بہتر ہے؟ فرمایا: حج مقبول" (صحیح بخاری حدیث: ۱۶، ۱۴۴۷)

سابقہ تمام نصوص اس پر دلیل ہیں کہ عشرۂ ذی الحجہ میں نیک کام کرنا سال کے دوسرے تمام دنوں میں نیک کام کرنے کے مقابلہ میں زیادہ افضل اور اللہ تعالی کو بہت زیادہ محبوب ہے، یہ کس قدر عظیم فضیلت ہے؟ اور نیکیاں کمانے کے کیسے بہترین موسم ہیں اور نیکیاں جمع کرنے کے کیسے عمدہ دروازے ہیں؟

جہاد جو ایمان باللہ اور وقت پر نماز کی ادائیگی کے بعد سب سے بہتر عمل ہے وہ بھی بارگاہ الٰہی میں ان دنوں کے عمل سے زیادہ محبوب اور عزیز نہیں، تو یہ کتنا عظیم موقع ہے جو نیک عمل کرنے میں مسابقت اور پہل کرنے والوں کے لئے کھولدیا جاتا ہے، اور کتنا بڑا خسارہ اور نقصان ہے جو نیک عمل سے پیچھے رہنے والے اور اعراض کرنے والے ہیں۔

اس لئے ان دنوں میں سستی اور کاہلی سے اجتناب کیجئے، جیسا کہ آپ ﷺ سے بسند صحیح منقول ہے "ہر چیز میں توقف و اطمنان بہتر ہے سوائے عملِ آخرت

کے" (سنن ابی داؤد حدیث رقم ۴۸۱۰، مستدرک حاکم ج۱ر ۶۴، صحیح الجامع حدیث: برقم ۳۰۰۹)

بلکہ اخروی کاموں کے بجالانے میں سبقت اور جلدی کرنا چاہئے، فرمان باری تعالی ہے ﴿وَ فِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ﴾ "سبقت لے جانے والوں کو اسی میں سبقت کرنی چاہئے" (سورۃ المطففین آیت: ۲۶)

﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ﴾ "تم نیکیوں کی طرف دوڑو" (سورۃ البقرۃ آیت: ۱۴۸)

اس لئے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ [جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی سابق حدیث کے راوی ہیں] ان کا یہ معمول تھا جب عشرۂ ذی الحجہ داخل ہو جاتا تو آپ عبادت میں اس قدر محنت کرتے کہ اتنی محنت بمشکل کی جاسکتی" (دارمی بسند صحیح)

اور انہیں سے یہ بھی منقول ہے آپ نے فرمایا "عشرۂ ذی الحجہ کی راتوں میں اپنا چراغ نہ بجھاؤ"

عشرۂ ذی الحجہ کی فضیلت کا سبب

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عشرۂ ذی الحجہ کی امتیازی شان کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دنوں میں بنیادی عبادات جیسے نماز، روزہ صدقہ اور حج جمع

ہیں جبکہ اور دنوں میں ایسا نہیں ہو پاتا" (فتح الباری ج ۲/ ۴۶۰)

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عشرۂ ذی الحجہ کے سارے ایام قابل قدر اور معظم ہیں جس میں نیک عمل کا ثواب بڑھادیا جاتا ہے اور ان دنوں میں عبادت میں محنت کرنا مستحب ہے۔ (المغنی لابن قدامہ ج ۴/ ۴۴۳)

خلاصہ یہ کہ واضح رہنا چاہئے کہ ان مبارک اوقات ولحات میں نیک عمل کا اہتمام کرنا درحقیقت خیر کی طرف مسارعت اور تقوی کی دلیل ہے، فرمان الٰہی ہے ﴿وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ﴾ "جو آدمی شعائر اللہ کی تعظیم کرتا ہے تو یہ اس کے دل میں تقوی کے موجزن ہونے کی نشانی ہے" (سورۃ الحج آیت: ۳۲)

ایک اور جگہ ارشاد ہے ﴿لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَكِن يَنَالُهُ التَّقْوَى مِنكُمْ﴾ "اللہ تعالی کو قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتے نہ ان کے خون بلکہ اسے تو تمہارے دل کی پرہیزگاری پہنچتی ہے" (سورۃ الحج آیت: ۳۷)

قابل مبارکباد ہے وہ شخص جو عشرۂ ذی الحجہ کو نیک کاموں اور خیر کی تلاش میں لگانے کا عزم کرے، چنانچہ ہمیں چاہئے کہ ان دنوں کو اچھے اعمال واقوال سے آباد کرنے کا پختہ اہتمام کریں اور جو شخص کسی چیز کا عزم کرلے تو اللہ تعالی اس کی

اعانت ومدد فرماتا ہے اور اس کے لئے ایسے اسباب پیدا کردیتا ہے جو کام کو مکمل کرنے میں اس کے لئے مددگار ثابت ہوتے ہیں، اور جس نے اللہ تعالی کے ساتھ صدق کا معاملہ کیا اللہ تعالی اس کے ساتھ بھی ویسا ہی معاملہ کرے گا، اللہ عزوجل فرماتا ہے، ﴿وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ﴾ "اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقت برداشت کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہیں ضرور دکھائیں گے یقیناً اللہ تعالی نیکوکاروں کے ساتھ ہے" (سورۂ عنکبوت آیت: ٦٩)

سستی اور کاہلی کیوں؟

یہ بات یہاں پر انتہائی اہم ہے ہم خود اپنے آپ سے پوچھیں کہ لوگ رمضان کے دنوں اور راتوں میں روحانیت کیوں محسوس کرتے ہیں، چنانچہ اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لئے دنوں میں روزہ رکھتے ہیں، اس کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور اپنی حیثیت کے مطابق اس ماہ میں خرچ کرتے ہیں، جب کہ بہت سے لوگ ذی الحجہ کے ان دس دنوں میں ایسا نہیں کرتے ہیں جب کہ ان دنوں میں نیک کام کرنا اللہ تعالی کو سال کے دوسرے دنوں کے عمل کے مقابلہ میں بہت ہی زیادہ محبوب ہے۔

ہم یہ سمجھتے ہیں ان ایام کی فضیلت سے جہالت اور لا علمی ان اسباب میں سے ایک سبب ہے جس کے باعث ہم میں سے بہت سے لوگ یہ نہیں جانتے کہ یہ ایام ایک مدرسہ ہیں، ہونا تو یہ چاہئے کہ اس سے آدمی عظیم فائدہ اور اثر لے کر نکلے، پھر وہ اپنی زندگی میں ایسی تبدیلی محسوس کرے جو تبدیلی اس کے دل میں خیر و بھلائی کو جنم دے اور عمل کرنے والے اعضاء وجوارح میں استقامت پیدا کرے۔

ضروری ہے کہ ہم اس کو سمجھیں اور اس عشرہ کے تمام دن ورات کو ایسے کام میں لگائیں جس سے ہمارا تزکیہ نفس اور دل پاک وصاف ہو جائے، تاکہ کل کے مقابلہ میں ہمارا آج اور آج کے مقابلے میں آنے والا کل بہتر ہو جائے، اس لئے کہ زنگ آلود دل صفائی کا محتاج ہوتا ہے، دل کمزور ہو جاتا ہے اور متقاضی ہوتا ہے کہ اسے طاقتور بنایا جائے، دل بھٹک جاتا ہے ضرورت ہوتی ہے کہ اسے سیدھے راستے پر لگایا جائے اور اس کے اندر جو نقص وخلل پیدا ہوتا ہے چنانچہ وہ چاہتا ہے کہ اس پر مطلع ہو کر اس کو سدھارا جائے، اور اس کی طاقت کی تجدید کی جائے تاکہ زندگی مکدر ہونے سے بچ جائے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إن الإيمان ليخلق في جوف أحدكم كما يخلق الثوب فاسألوا الله تعالى أن يجدد

الإيمان في قلوبكم)) "ایمان تم میں سے کسی کے دل میں اس طرح پرانا ہو جاتا ہے جس طرح کپڑا پرانا ہو جاتا ہے، اس لئے تم اپنے دلوں میں تجدید ایمان کے لئے اللہ سے دعا کرو" (طبرانی، مستدرک حاکم، صحیح الجامع للالبانی حدیث : ۱۵۹۰)

اس لئے ضروری ہے کہ آدمی ان ایام میں اپنے آپ کو ایسے کام میں لگائے جس میں اپنے نفس کو ہر اس چیز سے پاک وصاف کرے جو اس کے ایمان کو کمزور کرتے ہیں تاکہ اس کا دل ہمیشہ تازہ اور نیا، عمل کرنے اور صبر کرنے والا بنا رہے، اس کے بغیر دل بیکار ہے۔

عشرۂ ذی الحجہ افضل ہے یا رمضان کا آخری عشرہ؟

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: عشرۂ ذی الحجہ کے ابتدائی دس ایام رمضان کے آخری دس ایام سے افضل ہے اور رمضان کی آخری دس راتیں ذو الحجہ کی [ابتدائی] دس راتوں سے افضل ہیں۔ (مجموع الفتاوی ج۲۵/۲۸۷)

علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب کوئی عقلمند شخص اس جواب میں غور وفکر کرے گا تو اسے معلوم ہوگا کہ یہ جواب

نہایت کافی اور شافی ہے کیوں کہ ایسا کوئی دن نہیں جس میں نیک عمل کرنا ذوالحجہ کے ابتدائی دس دنوں کی بنسبت اللہ کی جناب میں زیادہ محبوب ہوں، اس لئے کہ انہیں ایام میں یوم عرفہ ،یوم النحر اور یوم الترویہ بھی ہے، البتہ رمضان کے آخری عشرہ کی راتیں شب بیداری اور عبادت کی راتیں ہیں، رسول اللہ ﷺ ان تمام راتوں میں شب بیداری کرتے تھے ،اور اسی عشرہ میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے تو جس نے اس تفصیل کے بغیر جواب دیا وہ صحیح دلیل پیش کرنے پر قدرت نہیں رکھ سکا۔

لیکن یہ جان لینا ضروری ہے کہ ان نیک کاموں کے درمیان تفاضل ایک کو دوسرے پر فضیلت دینے سے مفضول[جس پر کسی کی فضیلت ثابت کی جارہی ہو] کی تنقیص و تقصیر مراد نہیں ہوتی بلکہ حسبِ استطاعت وطاقت عمل خیر کو انجام دینے پر ابھارنا مقصد ہوتا ہے۔

عشرۂ ذی الحجہ کے وظائف واعمال

۱- روزہ: یہ اعمال صالحہ کے مفہوم میں داخل ہے بلکہ یہ سب سے بہترین کاموں میں سے ایک ہے،اس لئے ایک مسلمان کے لئے یہ مسنون ہے کہ ذی الحجہ کے نو دنوں کا روزہ رکھے، کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے اس عشرہ میں نیک عمل کی

ترغیب دی ہے اور روزہ نیک کاموں میں سب سے افضل کام ہے، خود نبی کریم ﷺ ذی الحجہ کے نودنوں اور عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے، چنانچہ ھنیدہ بن خالد اپنی بیوی سے روایت کرتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بیویوں سے نقل کرتی ہیں "کہ رسول اللہ ﷺ ذی الحجہ کے نودنوں، یوم عاشوراء اور ہر مہینے تین دن اور ہر ماہ کے پہلے سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے" (سنن نسائی ج ۴/۲۰۵ سنن ابی داؤد ج ۷/۱۰۲، دیکھئے صحیح ابوداؤد للالبانی برقم ۲۱۲۹)

پھر جو شخص اس عشرہ کی ابتدائی نودنوں کا روزہ رکھنے کی طاقت نہ پائے، تو اسے چاہیئے کہ ایک دن کا روزہ رکھے اور ایک دن کا افطار کرے، یا ان ایام کے سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھ لے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس دن کا روزہ رکھتے تھے، اسی طرح مجاہد اور دوسرے لوگوں سے بھی ان دنوں کا روزہ رکھنا ثابت ہے اور علماء کی اکثریت ان دنوں میں روزہ کے استحباب کے قائل ہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۹۲۲۲ اور لطائف المعارف ۴۶۱)

خلاصہ یہ ہے کہ غیر حاجیوں کے لئے ذی الحجہ کے نودنوں کا روزہ رکھنا مستحب ہے، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذی الحجہ کے نودنوں کا روزہ حد درجہ مستحب ہے۔ (شرح النووی علی مسلم ج ۸/۳۲۰)

۲۔ ذکرواذکار

اس عشرہ میں ذکر کرنا دوسرے تمام دنوں کے مقابلے میں زیادہ افضل وبہتر ہے دلیل: فرمان الٰہی ہے ﴿وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ﴾ "اور تم معلوم دنوں میں اللہ تعالی کا ذکر کرو" (سورۃ الحج آیت: ۲۸)

چنانچہ ایام معلومات [معلوم دنوں] سے مراد جمہور علماء کے نزدیک ذی الحجہ کی ابتدائی دس دن ہیں، لہذا اللہ تعالی کے شعائر میں سے ہے کہ اس عشرہ میں کثرت سے ذکرواذکار تسبیح وتحمید اور بالخصوص تکبیر پڑھی جائے، اس لئے مناسب یہ ہے کہ ان عظیم ایام کے داخل ہوتے ہی صبح وشام، مسجدوں، گھروں، راستے اور کام کی جگہوں اور ہر اس جگہ میں کثرت سے بآواز بلند تکبیر پڑھی جائے جہاں ذکر الٰہی کی اجازت ہو۔

تکبیر دو طرح کی ہے، (۱) تکبیر مطلق یہ ہے کہ اس عشرہ کے شروع ہونے سے لے کر ایام تشریق کے آخری دن کے غروب آفتاب تک حاجیوں اور غیر حاجیوں کو ہر آن تکبیر پکارتے رہنا چاہئے، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان تمام دنوں میں منی کے اندر تکبیر کہتے حضرت ابن عمر اور ابوہریرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ان دس دنوں میں تکبیر کہتے ہوئے بازار نکلتے اور لوگ بھی ان کے ساتھ

تکبیر کہنا شروع کر دیتے (فتح الباری ج۲/۵۳۱)

تکبیر مقید یہ ہے کہ فرض نمازوں کے بعد تکبیر کہہ کر اللہ کا ذکر کیا جائے، عرفہ کے دن فجر کی نماز کے بعد سے لے کر ایامِ تشریق کے آخری دن تک یہ مشروع ہے، نمازوں کے بعد تکبیر مقید کہنے کی اہمیت اس درجہ ہے کہ بعض علماء نے کہا ہے کہ جب تکبیر کہنا بھول جائے تو اس کی قضا کرے اور جب نماز کے بعد تکبیر کہنا بھول جائے تو جب بھی یاد آئے تکبیر کہہ لے، گرچہ وضو ٹوٹ جائے یا مسجد سے نکل جائے بشرطیکہ نماز اور تکبیر کے درمیان لمبا وقفہ نہ ہو۔

امام ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہاں یہ بھی جان لینی چاہئے کہ علماء کے صحیح اقوال کے مطابق تکبیر مطلق اور تکبیر مقید دونوں ہی ان پانچ دنوں یوم عرفہ یوم النحر اور تشریق کے تین دنوں میں اکٹھے ہو جاتے ہیں البتہ آٹھواں دن اور اس سے پہلے کے دنوں میں صرف تکبیر مطلق ہے مقید نہیں۔

تکبیر کے صیغے اور الفاظ: علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: زیادہ تر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہی سے الفاظ یہ منقول ہیں، [آپ ﷺ سے یہی الفاظ مرفوعا مروی ہیں] (لیکن اس کی سند ضعیف ہے از مترجم):

((اللهُ أكبر، اللهُ أكبر، لا إله إلا الله، واللهُ أكبر، اللهُ أكبر ولله الحمد)) اور اگر کوئی تین دفعہ اللہ أکبر ہی کہہ لے تو کافی ہے۔ (فتاوی ابن تیمیہ ج۲۴/۲۲۰)

آج تکبیر کہنے کی سنت متروک ہوتی جارہی ہے بالخصوص اس عشرہ میں تکبیر کہنے کی، بہت کم لوگوں کو آپ تکبیر کہتے ہوئے سنیں گے، اس لئے ہمیں اس سنت کو زندہ کرنے اور غافلوں کو یاد دلانے کے لئے باآواز بلند تکبیر کہنا چاہئے۔

۳- ادائیگی حج وعمرہ

اس عشرہ میں کیا جانے والا سب سے بہترین عمل حج وعمرہ ہے، بیت اللہ کا حج ہر اس شخص پر فرض ہے جس نے حج نہیں کیا ہے ایسے شخص پر یہ ضروری ہے کہ اس کی ادائیگی میں جلدی کرے اگر وہ تاخیر کرتا ہے تو وہ گنہگار ہوگا، فرمان نبوی ﷺ ہے((تعجلوا إلى الحج فإن أحدكم لا يدري ما يعرض له)) "حج کرنے میں جلدی کرو کیوں کہ تم میں سے کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ کب اسے کیا عارضہ پیش آجائے" (مسند احمد ج ۱/ ۲۱۴، علامہ البانیؒ نے الارواء ج ۴/ ۱۶۸ میں اس حدیث کو حسن کہا ہے)

اور جو پہلے حج کرچکا ہو اور اسے نفلی حج کرنے کی طاقت ہو تو وہ نفلی حج کرے کیوں کہ نفلی حج اللہ تعالی کا تقرب حاصل کرنے والے عملوں میں سے ایک بہترین عمل ہے۔

اور حج اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے جس پر نبی علیہ السلام کی یہ

حدیث دلیل ہے ((بني الإسلام على خمس شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله وإقام الصلاة وإيتاء الزكاة وصوم رمضان وحج البيت)) "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے (۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ (۲) نماز قائم کرنا۔ (۳) زکاۃ ادا کرنا۔ (۴) ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔ (۵) [استطاعت ہونے کی صورت میں] اللہ کے گھر کا حج کرنا۔ (صحیح بخاری حدیث : ۸، صحیح مسلم حدیث :۱۶)

حج ایک ایسا رکن ہے جو ایک مسلمان پر اس کی عمر میں ایک مرتبہ فرض ہے، فرمان الٰہی ہے ﴿ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلاً ﴾ "جو لوگ استطاعت و طاقت رکھتے ہیں ان پر حج فرض ہے" (سورۃ آل عمران آیت : ۹۷)

اسلام کے ان پانچوں ارکان کو پورا کئے بغیر کسی مسلمان کا دین مکمل نہیں ہو سکتا، اہل علم کے صحیح اقوال کے مطابق حج سن ۹ر ہجری میں فرض ہوا، اور نبی ﷺ نے سن ۱۰ر ہجری میں حج ادا کیا جس کو حجۃ الوداع کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس کے علاوہ آپ نے بعثت سے لے کر دنیا سے رخصت ہو جانے تک کوئی حج نہیں کیا، اور سن ۱۱ر ہجری میں رفیق اعلی سے جا ملے۔

اور حج کی فضیلت میں یہ وارد ہے کہ حج گناہوں کو مٹانے اور ختم کرنے کا ذریعہ ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ((أما خروجك من بيتك تؤم البيت الحرام فإن لك بكل وطأة تطؤها راحلتك يكتب الله لك بها حسنة ويمحو عنك بها سيئة ؛وأما وقوفك بعرفة فإن الله عز وجل ينزل إلى السماء الدنيا فيباهي بهم الملائكة فيقول هؤلاء عبادي جاءوني شعثا غبرا من كل فج عميق يرجون رحمتي ويخافون عذابي ولم يروني فكيف لو رأوني فلو كان عليك مثل رمل عالج أو مثل أيام الدنيا أو مثل قطر السماء ذنوبا غسلها الله عنك ؛ وأما رميك الجمار فإنه مدخور لك ؛ وأما حلقك رأسك فإن لك بكل شعرة تسقط حسنة فإذا طفت بالبيت خرجت من ذنوبك كيوم ولدتك أمك)) "جب تم بیت الحرام کے قصد و ارادہ سے اپنے گھر سے نکلتے ہو تو تمہاری سواری جب بھی قدم رکھتی اور اٹھاتی ہے تو اس کے بدلہ اللہ تعالی تمہارے لئے ایک نیکی لکھدیتا اور ایک برائی مٹادیتا ہے، اور تمہارا [میدان] عرفات میں وقوف کرنا تو اللہ تعالی آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے [جس طرح اس کی ذات اقدس کی شایان شان ہے] اور فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ میرے بندے اطراف واکناف عالم سے پراگندہ حال

وغبار آلود آئے ہوئے ہیں، میری رحمت کے امیدوار ہیں اور میرے عذاب سے ڈرتے ہیں حالانکہ مجھے دیکھا نہیں ہے، پھر کیا حال ہوگا جب وہ مجھ کو دیکھیں گے، تو اگر تمہارے اوپر پہاڑ کے ذروں، یا دنیا کے دنوں یا بارش کے قطروں کے بقدر گناہ ہوں تو اللہ سب کو دھودے گا اور معاف کردے گا، اور تمہاری رمی جمار [کنکری مارنے] کا ثواب یہ ہے کہ وہ [تمہارے رب کے یہاں] تمہارے لئے ذخیرہ ہے، اور تمہارے سر منڈانے کا ثواب یہ ہے کہ ہر ہر بال کے گرنے کے بدلے تمہیں ایک نیکی حاصل ہوگی، پھر جب تم بیت اللہ کا طواف کرتے ہو تو تم اس دن کی طرح اپنے گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتے ہو جس دن کہ تمہاری ماں نے تم کو جنا تھا" (طبرانی، صحیح الجامع للالبانیؒ حدیث: ۱۳۶۰)

ان احادیث میں حج کے لئے جلدی کرنے اور نفس کو گناہوں سے دھلنے کی دعوت اور اعلان ہے، اس لئے کہ بندہ نہیں جانتا کہ کب اس دنیا سے اس کی رحلت کا وقت آجائے جب کہ حج کے گنے چنے چند دن ہیں، تو جو اللہ رب العالمین کی اس دعوت پر لبیک کہنے کی طاقت رکھتا ہو اور پھر وہ حج نہ کرے تو وہ بدبخت ہے، اگر حج کی فضیلت سے متعلق نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا صرف یہی فرمان ہو کہ "اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے" (صحیح بخاری حدیث ۱۷۷۳، صحیح مسلم حدیث: ۱۳۴۹)

نیز آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے کہ ”جس نے حج کیا اور اس میں نہ کوئی فحش بات کی اور نہ کوئی گناہ کیا تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو کر لوٹتا ہے جس طرح وہ اس دن پاک تھا جب اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا“ (صحیح بخاری ۱۵۲۱، صحیح مسلم: ۱۳۴۹) تو اللہ تعالی کے لئے نفلی حج کرنے کے لئے کافی ہے۔

حضرت جابر بن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے خیر اور نیکی کے کاموں میں نظر ڈالا تو پتہ چلا کہ نماز بدن کو تھکاتی ہے، لیکن اس میں مال خرچ نہیں ہوتا، اور روزہ بھی اسی طرح ہے اور حج مال بھی خرچ کراتا ہے اور بدن بھی تھکاتا ہے تو میں سمجھ گیا کہ حج تمام کاموں سے بہتر ہے۔ (الحلیہ لابی نعیم ج ۸۷/۳)

۴- نماز کی محافظت

نماز: تمام اعمال میں سب سے اہم سب سے عظیم عمل ہے اور سب سے افضل ہے، اس کی ادائیگی اور اس کا اہتمام تو بروقت ضروری ہے، لیکن ان دنوں میں اور زیادہ اس کا اہتمام ہونا چاہئے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ:

(ا) نماز کو اس کے رکوع، سجدے اور س کے سنن واجبات کے ساتھ احسن واکمل طریقے پر ادا کیا جائے۔

(ب) اذان سنتے ہی مسجد جانے میں جلدی کرے، اور صف اول اور امام کے

قریب کھڑے ہونے کو شش کرے۔

(ت) سنن موکدہ ادا کرے، فرمان نبوی ﷺ ہے" جو شخص رات دن میں بارہ رکعت سنت نماز پڑھے گا تو اللہ تعالی اس کے لئے جنت میں ایک گھر تعمیر کرے گا" (سنن ترمذی، صحیح الجامع للالبانی حدیث:۴۶۱)

اسی طرح عصر سے پہلے چار رکعتیں اور مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھے۔

(ث) کثرت سے نفلی نمازیں پڑھے، چنانچہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا((عليك بكثرة السجود فإنك لا تسجد لله سجدة إلا رفعك الله بها درجة وحط بها عنك خطيئة)) "اللہ کے لئے بکثرت سجدے کیا کرو کیوں کہ اللہ کے لئے جب بھی تو کوئی سجدہ کرے گا تو اس کے ذریعہ اللہ تعالی تیرا ایک درجہ بلند کرے گا، اور ایک گناہ معاف کرے گا" (صحیح مسلم برقم ۴۸۸)

(ج) نماز سے فارغ ہونے کے بعد دیر تک مسجد میں رہنا اور مسجد سے نکلنے کے لئے جلدی نہ کرنا۔

(ح) رات کی نماز (تہجد) کی مکمل پابندی کرنا اور بہتر یہ ہے [رات کی] یہ نماز نبی ﷺ کی نماز کی طرح گیارہ رکعت پر مشتمل ہو، نبی کریم ﷺ ہمیشہ اس کی پابندی کرتے تھے اگر کبھی اس نماز سے سو جاتے تو چاشت کے وقت اس کی قضا کرتے۔

(خ) نماز فجر کے بعد سورج کے طلوع ہونے تک بیٹھے رہنا اور دو رکعت نماز پڑھنا کیونکہ اس کا ایک مکمل حج وعمرہ کا ثواب ملے گا۔ (صحیح سنن ترمذی للالبانی حدیث نمبر ۴۶۱)

(د) چاشت کی دو رکعت نماز پڑھنا۔

(ذ) فرض نماز کے بعد کی پوری دعا پڑھنا۔

(ر) ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔

۵ - زیادہ سے زیادہ قرآن مجید کی تلاوت کرنا

قرآن مجید کی تلاوت کرنا قرب الٰہی کے اسباب میں سے ایک سبب ہے اے کاش اس عشرہ میں پورا قرآن مجید ختم کیا جاتا، چاہے یہ ختم قرآن مسجد میں ہو، گھر میں ہو یا کسی اور جگہ ہو، نیز کاش کہ قرآن مجید کا کچھ حصہ حفظ کیا جاتا۔

۶- صدقہ وخیرات

صدقہ نیکی کے دروازوں میں سے ایک عظیم دروازہ ہے، اللہ رب العالمین خرچ کرنے والوں کو بہت زیادہ عطا فرماتا ہے فرمان الٰہی ہے ﴿مَّن ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضاً حَسَناً فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافاً كَثِيرَةً ﴾ "ایسا بھی کوئی ہے جو اللہ تعالی کو اچھا قرض دے پس اللہ تعالی اسے بہت بڑھا چڑھا کر عطا فرمائے" (سورۃ البقرہ

آیت : ۲۴۵)

اور فرمان نبوی ﷺ ہے((اتقوا النار ولو بشق تمرة)) " (لوگو!) آگ سے بچو خواہ کھجور کا ایک حصہ ہی صدقہ کر کے ہو" (صحیح بخاری حدیث : ۱۴۱۷، صحیح مسلم حدیث ۱۰۱۶)

اس عشرہ میں لوگ خرچ، حج اور عید کے لئے تیاری، اور قربانی وغیرہ کیلئے کس قدر محتاج ہوتے ہیں، صدقہ کرنے سے انسان اصل نیکی کو پہنچتا ہے اور اس کے لئے ثواب بڑھادیا جاتا ہے، اور قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالی ایسے شخص کو اپنے سایہ میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن کہ اسکے سایہ کے علاوہ کسی اور کا سایہ نہ ہوگا، اس کے لئے خیر کے دروازوں کو کھول دیا جاتا ہے اور برائی کے دروازوں کو بند کردیا جاتا ہے، جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے، اللہ اس شخص سے محبت کرتا ہے اور لوگ بھی اس سے محبت کرتے ہیں وہ مہربان اور نرم دل ہوتا ہے، اپنے مال اور نفس کو پاک کرتا اور روپۓ پیسے کی عبودیت وبندگی سے آزادی حاصل کرلیتا ہے، اور اللہ اس کی جان، مال، اولاد اور اس کی دنیا و آخرت کی حفاظت فرماتا ہے۔

ہم میں سے ہر ایک شخص کو ان دنوں میں سے ہر ایک دن کے لئے کچھ صدقہ مقرر کرلینا چاہئے، اور خیر کے مختلف کاموں میں کچھ نہ کچھ حصہ لینا چاہئے اور

اپنے آپ کو بھلائی سے محروم نہیں کرنا چاہئے۔(اس موضوع سے متعلق مزید جانکاری کے لئے دیکھئے ہماری کتاب "کیف نستقبل رمضان"" استقبال رمضان"

مذکورہ اعمال کے علاوہ اور بھی دوسرے کچھ اعمال ہیں جن کا ان دنوں میں کرنا مستحب ہے، جن میں سے چند ایک کا تذکرہ درج ذیل ہے:

والدین کے ساتھ حسن سلوک۔ صلہ رحمی کرنا۔ سلام پھیلانا، تکلیف دہ چیز کو راستہ سے ہٹا دینا۔ بیماروں کی عیادت کرنا۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام پر درود بھیجنا، عید گاہ میں نماز عید پڑھنے کا اہتمام کرنا، علاوہ ازیں خیر اور نیکی کی دیگر شکلیں۔

بہر کیف اعمالِ صالحہ کی کوئی حد اور شمار نہیں ہے، اس لئے اللہ کے واسطے ان مبارک ایام میں نیک اعمال بجالانے میں جلدی کیجئے، اور باقی دنوں میں بھی نیک کام کرتے رہیں، اس لئے کہ ایک مسلمان کی پوری زندگی عمل صالح کے لئے کھلی ہے، پھر بھی بعض ایام کو فضیلت سے خاص کیا گیا تاکہ ایک مسلمان کو زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرنے کا موقع فراہم کیا جائے، کیوں کہ اس کی عمر تھوڑی ہے، اس لئے نیکیوں میں اضافہ کی اور گناہوں کو مٹانے کی ضرورت بہت زیادہ ہے، چنانچہ اللہ تعالی کو اپنی اچھی کارگزاری دکھلاؤ" (تفصیل کے لئے دیکھئے ہماری کتاب "استقبال رمضان")

عرفہ کا دن

یوم عرفہ کا شمار بڑے افضل دنوں میں ہوتا ہے اور یہ اسلام کے لئے قابل فخر چیزوں میں سے ہے، اس لئے کہ مسلمان اس جگہ کی طرح کسی اور جگہ جمع نہیں ہوتے ایک دوسرے کو بھی یہیں پہچانتے ہیں، یہ رونے اور خشوع و خضوع کا دن ہے، اللہ سے ڈرنے کا دن ہے، اس دن دعائیں قبول ہوتی ہیں، لغزشیں معاف کردی جاتی ہیں، اللہ تعالی عرفات والوں کی فرشتوں کے سامنے فخریہ تعریف کرتا ہے یہ وہ دن ہے جس کی شان کو اللہ نے بلند کیا ہے، جس کے مقام و مرتبہ کو دوسرے دنوں پر فوقیت عطا کی ہے، یہ وہی دن ہے جس میں اللہ تعالی نے دین اسلام کو مکمل فرمایا اور اہل اسلام پر اپنی نعمت کو پورا فرمایا، یہ گناہوں کی مغفرت و بخشش اور جہنم سے آزادی و خلاصی کا دن ہے۔

جب یہ اتنا عظیم الشان دن ہے تو پھر ہمیں چاہئے کہ اس کے فضائل سے اور یہ کہ اللہ تعالی نے اس دن کو دوسرے دنوں پر کیا امتیازی شان عطا فرمائی ہے اس سے آگاہی حاصل کریں، اور یہ کہ ہم اس دن سے کیسے استفادہ کریں۔

اولا: یوم عرفہ کے فضائل

(۱) یہ وہ دن ہے کہ جس میں اللہ تعالی نے دین اسلام کو مکمل فرمایا اور اہل اسلام

پر اپنی نعمت کو پورا فرمایا: چنانچہ [صحیح بخاری و صحیح مسلم] میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے ان سے کہا اے امیر المومنین آپ کی کتاب میں ایک آیت ہے جس کو آپ لوگ پڑھتے ہیں اگر ہم یہودیوں پر وہ آیت نازل ہوتی تو ہم اس کے یوم نزول کو عید کا دن بنالیتے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کون سی آیت؟ اس نے کہا ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسْلاَمَ دِيناً﴾ ''آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا، اور اپنی نعمت تم پر پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کرلیا'' (سورۃ المائدہ آیت: ۳)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس دن اور جس جگہ نبی کریم ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی ہم اس سے اچھی طرح آگاہ ہیں، جمعہ کا دن تھا اور آپ عرفات میں کھڑے تھے۔

۲- یوم عرفہ: اہل اسلام کی عید ہے

فرمان نبوی ﷺ ہے ''عرفہ کا دن، قربانی کا دن اور تشریق کے سارے ایام ہم مسلمانوں کی عید ہے اور یہ تمام دن کھانے اور پینے کے ہیں'' (سنن ابوداؤد رقم

الحدیث ۲۴۱۹، سنن ترمذی حدیث : ۳۰۴۳، سنن نسائی حدیث : ۳۰۰۴، علامہ البانیؒ نے سنن میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے انہوں نے فرمایا آیت ﴿ الیوم اکملت لکم﴾ جمعہ اور عرفہ کے دن نازل ہوئی اور بحمد اللہ یہ دونوں دن ہمارے لئے عید ہیں" (فتح الباری ج ۱/ ۱۲۹، الطبری ج ۶/ ۸۳)

۳- یوم عرفہ کی قسم اللہ تعالی نے کھائی ہے

اور اللہِ عظیم عظیم چیزوں ہی کی قسم کھاتا ہے چنانچہ مشہود سے مراد یہی عرفہ کادن ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے ﴿وَشَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ﴾ "حاضر ہونے والے اور حاضر کئے گئے کی قسم" (سورۃ البروج آیت : ۳)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یوم موعود قیامت کادن ہے اور یوم مشہود عرفہ کادن ہے اور شاہد سے مراد جمعہ کادن ہے" (سنن ترمذی ۳۳۳۹، البانی نے سنن میں اس حدیث کو حسن کہا ہے)

یوم عرفہ ہی وہ وتر [طاق] ہے جس کی قسم اللہ تعالی نے اپنے اس فرمان میں کھائی ہے ﴿وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ﴾ "اور قسم ہے جفت اور طاق کی" (سورۃ الفجر آیت : ۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں شفع سے مراد قربانی کادن اور

وتر سے مراد عرفہ کا دن ہے، اور یہی عکرمہ اور ضحاک رحمہم اللہ کا قول ہے۔

۴ -عرفہ کے دن ہی اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کی نسل سے میثاق[عہد]لیا چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عرفہ والے دن نعمان جگہ یعنی عرفات کے میدان میں میں اللہ تعالی نے ذریت آدم سے میثاق[عہد]لیا، چنانچہ آدم کی پشت سے ان کی ہونے والی تمام اولاد کو نکالا، اور اس کو اپنے سامنے چیونٹی کی طرح پھیلادیا پھر ان سے آمنے سامنے بغیر کسی واسطہ کے پوچھا﴿أَلَسْتَ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا أَن تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِن قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّن بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ﴾ "کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا کیوں نہیں، ہم سب گواہ بنتے ہیں تاکہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہو کہ ہم تو اس سے محض بے خبر تھے، یا یوں کہو کہ پہلے پہلے شرک تو ہمارے بڑوں نے کیا اور ہم ان کے بعد ان کی نسل میں ہوئے، سو کیا ان غلط راہ والوں کے فعل پر تو ہم کو ہلاکت میں ڈال دے گا" (سورۂ اعراف آیت: ۱۷۲، ۱۷۳) (مسند احمد ج۱/ ۲۷۲ مستدرک حاکم ج۲/ ۵۹۳ تحقیق مشکاۃ للالبانی برقم ۱۲۱)

تو کتنا ہی عظیم دن ہے یہ اور کتنا ہی اہم عہد ہے یہ!

۵-یوم عرفہ گناہوں کی مغفرت وبخشش اور دوزخ سے آزادی اور اہل عرفات کے ذریعہ فخر ومباہات کا دن ہے:

چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "عرفات کے دن سے زیادہ اور کسی دن اللہ تعالی اپنے بندوں کو دوزخ کی آگ سے آزاد نہیں کرتا ہے، اللہ تعالی اس دن اپنے بندوں سے قریب ہوتا ہے اور فرشتوں کے بیچ بطور فخر کہتا ہے کہ ہمارے یہ بندے آخر چاہتے کیا ہیں؟" (صحیح مسلم حدیث رقم ۱۳۴۸)

اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالی اپنے فرشتوں کے سامنے عرفہ کی شام عرفات والوں کی تعریف کرتا ہے پھر فرماتا ہے دیکھو میرے بندوں کو کہ وہ کس طرح پراگندہ بال اور غبار آلود حال میرے پاس آئے ہیں" (مسند احمد، صحیح الجامع للالبانی برقم ۱۸۶۸)

علامہ مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس فخر ومباہات کا تقاضا ہے کہ ان کے تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں کیوں کہ حاجی کو بطور فخر اسی وقت پیش کیا جاسکتا ہے جب کہ وہ اپنے گناہوں سے بالکل پاک ہو اور اس لئے بھی کہ فرشتوں پر جو پاک وصاف ہیں، فخر انہیں لوگوں سے ہو سکتا ہے جو انہیں کی طرح پاک وصاف

ہو چکے ہوں" (فیض القدیر ج۹ ۷ ۳)

اور حدیث قدسی میں ہے اللہ سبحانہ وتعالی فرماتا ہے "[فرشتوں کو مخاطب کر کے] میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں معاف کر دیا، تو فرشتے عرض کرتے ہیں اے اللہ ان میں تو فلاں فلاں شخص بھی ہے جو محرمات کا ارتکاب کرتا ہے اور گناہوں میں ڈوبا ہوا ہے، لیکن اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے ان سب کو معاف کر دیا" (صحیح ابن خزیمہ ج۴/ ۲۸۴۰)

یہی وجہ ہے کہ اس دن شیطان اپنے سر پر مٹی ڈالتا ہے اور واویلا مچاتا ہے، چنانچہ اس کے ساتھی اور چیلے اس کے پاس جمع ہو کر کہتے ہیں، تمہیں یہ کیا ہو گیا؟ تو شیطان کہتا ہے میں نے ساٹھ اور ستر سال تک لوگوں کو اپنے مکر و فریب کے جال میں پھنسائے رکھا اور انہیں ایک پلک جھپکنے میں بخش دیا گیا، جیسا کہ اس سلسلہ میں آثار وارد ہیں (التمہید لابن عبد البر ج۱/ ۱۲۱)

ثانیا: میدانِ عرفات اور سلف صالحین

سلف سالحین میں کچھ ایسے تھے جن پر خوف یا حیا کا غلبہ طاری رہتا، چنانچہ مطرف بن عبد اللہ اور بکر المزنی عرفات میں کھڑے ہوئے ان میں سے ایک اس طرح دعا گو ہوا: اے اللہ میری وجہ سے عرفات والوں کو ناکام و نامراد مت لوٹا، اور

دوسرے نے عرض کیا: اگر میں یہاں موجود نہ ہوتا تو یہ موقف کس قدر عمدہ اور اللہ سے لو لگانے کے لائق ہے۔

ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جن پر رجا وامید کا غلبہ ہوتا، چنانچہ عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں عرفہ کی شام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا، وہ گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوئے تھے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، جب وہ میری طرف متوجہ ہوئے تو میں نے کہا اس جمع غفیر میں سب سے برا حال کس شخص کا ہے؟ فرمایا وہ شخص جو یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ تعالی اسے معاف نہیں کرے گا۔

ثالثا- یوم عرفہ سے کیسے استفادہ کیا جائے

سب سے پہلے اس دن کی عظمت و فضیلت کو جاننا ضروری ہے، کیوں کہ جب ایک شخص کسی چیز کے مقام و منزلت کو جانے گا تو پھر اس چیز کو اس کے مقام و منزلت پر رکھے گا اور کما حقہ اس کی قدر کرے گا، اسی طرح اس دن کا حال ہے کہ اس دن کے جو فضائل اور اس میں سلف صالحین کے جو احوال گذرے ہیں وہ اس کی طرف ہماری رہنمائی کے لئے کافی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

ذیل میں یوم عرفہ سے مستفید ہونے سے متعلق بعض تجاویز پیش خدمت ہیں:

(ا) حاجیوں کے لئے:

ا۔اپنے بدن کو مکمل آرام پہنچائے اور اپنا ذاتی سامان بالکل ریڈی رکھے اور اس دن کے فضائل کو معلوم کرنے کے لئے اپنا ذہن بنائے۔

۲۔اس عظیم دن کثرت سے تسبیح تہلیل اور استغفار کا ورد کرے، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عرفہ کے دن ہم لوگ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ تھے، تو ہم میں سے کوئی اللہ اکبر کہتا تھا اور کوئی لا الہ الا اللہ کہتا تھا... "
(صحیح مسلم حدیث: ۱۲۸۴)

(۳) تکبیر: اور تکبیر [مقید] کا وقت عرفہ کے دن نماز فجر کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور ایام تشریق کے آخری دن عصر تک رہتا ہے، جس کا مزید تذکرہ ان شاء اللہ آگے آئے گا۔

(ب) غیر حاجیوں کے لئے:

(ا) اس دن عبادت بجالانے کے لئے اپنے آپ کو مکمل فارغ رکھے جس کی ابتداء رات میں قیام سے کرے اور دن کو قسم قسم کی طاعات و نیکیاں انجام دے، اس

دن کی دیگر مصروفیات اور کاموں کو چھوڑ کر انہیں دوسرے دنوں کے لئے ملتوی کردے۔

(۲) یومِ عرفہ کا روزہ

نبی کریم ﷺ نے اس دن کو مزید اہمیت دی ہے اور باقی دس دنوں میں اسے خصوصیت بخشی ہے، اور اس دن کے روزہ رکھنے کی جو عظیم فضیلت حاصل ہے اسے بھی بیان فرمایا ہے، چنانچہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ سے یوم عرفہ کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: عرفہ کا روزہ اگلے اور پچھلے دو سال کے گناہوں کو مٹادیتا ہے" (صحیح مسلم برقم ۱۱۶۲)

یہ روزہ غیر حاجیوں کے لئے مستحب ہے، البتہ حاجیوں کے لئے اس دن کا روزہ رکھنا مسنون نہیں ہے، کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے [حجۃ الوداع کے موقع پر] عرفہ میں روزہ نہیں رکھا تھا، اور آپ ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ ﷺ نے میدانِ عرفات میں عرفہ کے روزے سے منع فرمایا ہے۔

اس لئے عرفہ کا روزہ رکھنے میں کوتاہی سے بچنا چاہئے، کیوں کہ عرفہ کا روزہ رکھنا سنت موکدہ ہے، اس روزہ کی بدولت اللہ تعالی گناہوں کو مٹادیتا ہے اور درجات کو بلند فرمادیتا ہے۔

(۴) عرفہ کے دن کلمہ توحید کاوِرد کثرت سے جاری رکھیں: چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا: سب سے بہتر دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے اور سب سے بہتر دعا جو میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام نے کہی وہ یہ ہے ((لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير)) "اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے ملک ہے، اسی کے لئے حمد ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے" (سنن ترمذی حدیث: ۳۵۸۵)

یوم عرفہ کی دعا

یوم عرفہ کی دعا کو دوسرے دنوں کی دعاؤں پر خصوصیت حاصل ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سب سے بہتر دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے، اور سب سے بہتر بات جو میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام نے کہی وہ یہ ہے ((لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير)) "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے ملک ہے، اسی کے لئے حمد ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے"

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے یہ مسئلہ اخذ ہوتا ہے کہ یوم عرفہ کی دعا دوسرے دنوں کی دعاؤں سے افضل اور بہتر ہے، اس میں یہ دلیل

بھی ہے کہ یومِ عرفہ کودوسرے دنوں پر فضیلت حاصل ہے،اور یوم عرفہ کو دوسرے دنوں پر فضیلت حاصل ہونے میں یہ دلیل ہے کہ دنوں کو آپس میں ایک دوسرے دنوں پر فضیلت حاصل ہے،البتہ اس کا علم توقیف ہی کے ذریعہ ممکن ہے،اور توقیفِ صحیح کے ذریعہ جن دنوں کی فضیلت ہمیں معلوم ہوتی ہیں اس میں جمعہ کے دن،یوم عرفہ اور یوم عاشورا کی فضیلت شامل ہے،اور جو فضیلت سوموار اور جمعرات کے بارے میں آئی ہوئی ہے وہ بھی وارد ہے،یہ فضیلت قیاس کے ذریعہ ثابت نہیں کی جاسکتی اور نہ ان کی فضیلت ثابت کرنے میں عقل کا کوئی دخل ہے،نیز اس حدیث میں یہ بھی دلیل ہے کہ یوم عرفہ کی دعا عام طور پر قابل قبول ہوتی ہے،نیز اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ سب سے بہترین ذکر ((لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير)) ہے۔

عرفہ کے دن دعا کے آداب میں سے یہ ہے کہ حاجی قبلہ رو کھڑا ہو کر دعا کے لئے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے،اور اپنے رب کے سامنے گریہ وزاری کرے اور اللہ کے حقوق وفرائض میں اپنی کوتاہی کا اعتراف کرے اور سچی توبہ کا عزم وارادہ رکھے۔

اور ایک مقیم مسلمان کو بھی چاہئے کہ اس دن کی فضیلت کو غنیمت جانتے ہوئے

اور دعا کی اجابت و قبولیت کی امید رکھتے ہوئے عرفہ کے دن دعا کا اہتمام کرے، اپنے لئے اور اپنے ماں باپ، اہل و عیال، اسلام اور مسلمانوں کے لئے دعا کرے، اور اگر اس دن کا روزہ رکھے اور روزہ افطار کرتے وقت دعا کرے تو یہ وقت دعا کی اجابت و قبولیت کے لئے اور زیادہ لائق و مناسب ہوگا۔

اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے دعا کرنا نہ بھولئے بالخصوص وہ مسلمان جو میدان جہاد میں کھڑے ہیں جنہیں اللہ کے دشمن مشقِ ظلم و ستم بنا رہے ہیں اور سخت تکلیف پہنچا رہے ہیں، اور مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنی دعا میں حد سے تجاوز نہ کرے اور نہ قبولیت دعا کے لئے جلدی مچائے اور دعا میں الحاح وزاری کرے، قابل مبارکباد ہے وہ بندہ جسے دعا والے دن دعا کی سمجھ پیدا ہو جائے۔

ان اسباب کی پابندی کی جائے جن کے سبب گناہوں کی مغفرت اور جہنم سے خلاصی کی امید کی جاتی ہے:

جیسے ایسے گناہوں سے پرہیز جو عرفہ کے دن مغفرت کی راہ میں حائل ہوں جیسے کبیرہ گناہوں پر اصرار، تکبر، جھوٹ، غیبت و چغلی وغیرہ کیوں کہ تو کیسے جہنم سے آزادی کی امید رکھتا ہے جب کہ حال یہ ہے کہ تو کبائر اور عام گناہوں پر مصر ہے اور تو کیسے مغفرت کی امید رکھتا ہے جب کہ تم اس عظیم دن میں نافرمانی کر کے اللہ تعالی کو دعوتِ مبارزت دے رہا ہے۔

اور آخری بات یہ کہ :

یوم عرفہ ایک عظیم دن ہے اور یہ ان مبارک ایام میں سے ہے جس میں دعائیں قبول ہوتی ہیں، اور کوتاہیاں معاف ہوتی ہیں، تو ہمیں چاہئے کہ اس دن ہم نیک کام کا اہتمام کریں تا کہ ہم اللہ رب العالمین کی مغفرت اور جہنم سے آزادی پانے سے لطف اندوز ہوں، چنانچہ ابن رجب رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اُس دن جہنم سے آزادی تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے۔ (االلطائف ۳۱۵)

عورت اور عشرہَ ذوالحجہ

عورت کو چاہئے ان ایام کی استقبال کے لئے مکمل طور پر تیار رہے، اس کے لئے درج ذیل چیزیں مددگار ثابت ہوں گی :

☆ ان ایام کے فضائل اور خصوصیات بتا کر بچوں کو ان ایام کی رغبت پیدا کرے تا کہ بچے اس اجرِ عظیم کو محسوس کریں جو اللہ تعالی نے اپنے بندوں کے لئے ان ایام میں تیار کر رکھا ہے، اور ان ایام کا انتظار کریں تا کہ ان کے دلوں میں اس دن کی عظمت جاگزیں ہو جائے۔

ذی الحجہ کی ابتدائی دس دنوں میں خاص طور پر عرفہ کے دن [عبادات و طاعات انجام دینے کے لئے غنیمت سمجھے] اللہ سبحانہ وتعالی کے یہاں اس دن کی عظمت

کے پیش نظر ہر اس کام کو ملتوی رکھے جس سے بے نیازی ممکن ہو یا جن کی ضرورت زیادہ نہ پڑتی ہو۔

☆ عید کے موقع پر اپنے قرابتداروں اور پڑوسیوں کے لئے مناسب تحفے تیار رکھے، جیسے ایسے لفافے جن میں بعض کتابچے اور کیسٹیں ہوں اور لفافے پر عید کی مناسبت سے مبارکبادی کے کلمات درج ہوں۔

☆ وہ عورت جس کو ماہواری کے آنے کی وجہ سے اس دن کا روزہ رکھنا دشوار ہو اسے چاہئے کہ اپنے آپ کو مفید کاموں میں مشغول رکھے، جیسے قرآن پڑھنا، لیکن قرآن کو چھوئے نہیں بلکہ اس کو کسی چیز سے پکڑ کر پڑھے، اور اس دن کثرت سے دعا، ذکر و اذکار، تسبیح واستغفار میں مشغول رہے، صدقہ و خیرات کرے، نبی علیہ السلام پر درود بھیجے، روزہ داروں کے لئے افطار کا انتظام کرے، اس کے علاوہ خیر اور نیکی کے جو بھی کام ہوں اس کو بجالائے۔

قربانی کے احکام و مسائل

اضحیہ [قربانی] کی تعریف: یوم النحر اور تشریق کے ایام میں تقرب الی اللہ کی خاطر جو اونٹ، گائے، بکری ذبح کیا جائے اسے اضحیہ [قربانی] کہتے ہیں، قربانی ایک ایسی عظیم عبادت ہے جس میں اللہ عزوجل کے لئے خالص عبودیت وبندگی کا

اظہار ہوتا ہے۔

اضحیہ [قربانی] کی وجہ تسمیہ : [قربانی] کو اضحیہ [قربانی] اس لئے کہتے ہیں کہ عید کے دن جانور کو ذبح کرنے کا بہترین وقت ضحیٰ یعنی چاشت کا وقت ہے۔

اصل میں قربانی کی مشروعیت کتابُ اللہ، سنتِ رسول اللہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

قربانی کی مشروعیت پر کتاب اللہ سے دلیل : فرمان الٰہی ہے ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ "اپنے رب کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے" (سورۃ الکوثر آیت : ۲)

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے آئمہ [اس آیت کی تفسیر میں] فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ "نحر" سے مراد جانور ذبح کرنا ہے یعنی اونٹ کی قربانی وغیرہ کرنا۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۴/ ۵۹۷)

قربانی کی مشروعیت پر سنت رسول اللہ ﷺ سے دلیل : آپ ﷺ کے عمل سے قربانی کرنا ثابت ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "نبی کریم ﷺ نے دو چتکبرے سینگوں والے مینڈھوں کی قربانی کی آپ نے ان کے پہلوؤں پر اپنا پاؤں رکھ کر بسم اللہ اور اللہ اکبر پڑھا پھر آپ نے ان دونوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح فرمایا" (صحیح بخاری حدیث ۵۵۶۵، صحیح مسلم حدیث : ۱۹۶۶)

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آپ نے کبھی بھی قربانی ترک نہ کی۔

(زادالمعاد لابن القیم ج۲/ ۳۱۷)

قربانی کی مشروعیت پر اجماع امت سے دلیل : قربانی کی مشروعیت پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، جیسا کہ ابن قدامہ المقدسی نے المغنی میں ذکر کیا ہے، نیز حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس بارے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ قربانی شرائع دین میں سے ہے۔ (فتح الباری ج۱۰/ ۳)

قربانی کا حکم: اہل علم کا قربانی کے سلسلہ میں اختلاف ہے، لیکن دو قول زیادہ مشہور ہیں :

پہلا قول: قربانی سنت موکدہ ہے جس کا کرنے والا ثواب کا مستحق اور چھوڑنے والا گنہگار نہ ہوگا۔

دوسرا قول: قربانی ہر صاحب قدرت مقیم مسلمان پر شرعا واجب ہے قربانی نہ کرنے والا گنہگار ہوگا۔

دونوں فریق کے دلائل پر نظر رکھنے والا کسی ایک کی ترجیح کا فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے احتیاط یہی ہے کہ کوئی بھی صاحب قدرت مسلمان قربانی ترک نہ کرے کیونکہ اس کی ادائیگی سے ہی کوئی شخص بری الذمہ ہو سکتا ہے۔

قربانی کی مشروعیت میں حکمت:

۱۔ ہم اپنے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اقتدامیں قربانی کرتے ہیں جنہیں

اپنے جگر کے ٹکڑے کو ذبح کرنے کا حکم [خواب میں] دیا گیا تو انہوں نے خواب سچ کر دکھایا، حکم الہی کی تعمیل کی، اپنے بیٹے کو پیشانی کے بل پچھاڑ دیا، تو اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کو آواز دی [کہ تمہاری قربانی قبول کر لی گئی] اور [اسماعیل] کے بدلے میں بہت بڑی قربانی دے دی۔

دوسری حکمت: عید کے دن لوگوں پر کشادگی کرنا ہے جب ایک مسلمان قربانی کرتا ہے تو خود اپنے اوپر اور اپنے گھر والوں پر کشادگی کرتا ہے اور جب وہ گوشت ہدیہ کرتا ہے تو اپنے دوستوں، پڑوسیوں اور قرابتداروں پر کشادگی کرتا ہے فقیروں، مسکینوں اور محتاجوں پر صدقہ و خیرات کرتا ہے تو حقیقت میں اس دن جو فرحت و خوشی کا دن ہے انہیں سوال سے بے پرواہ کر دیتا ہے۔

لطیف نکتہ

علامہ شیخ عبد الرحمٰن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قربانی سے مقصود صرف جانور ذبح کرنا نہیں ہے، کیوں کہ اللہ تعالی کے پاس نہ قربانی کے جانور کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ہی اسکے خون میں سے کوئی چیز بارگاہ الہی تک پہنچتی ہے، کیوں کہ اللہ سبحانہ وتعالی کی ذات غنی بے نیاز اور قابل تعریف ہے، بلکہ اس تک پہنچنے والی صرف ایک چیز ہے اور وہ ہے اخلاص و احتساب اور نیک نیتی، اسی

لئے اللہ تعالی نے فرمایا ((ولكن يناله التقوى منكم))" ہاں اس کے پاس تمہارے دلوں کا اخلاص اور تقوی پہنچتا ہے" اس آیت میں قربانی کرتے وقت اخلاص اپنانے کی ترغیب دی گئی ہے اور یہ بھی کہ قربانی خالصا لوجہ اللہ ہونی چاہئے، اس میں فخر و مباہات، ریا و نمود، شہرت و ناموری اور عادت کا دخل نہ ہو، اسی طرح دیگر تمام عبادات، اگر اس میں اخلاص اور تقوی الہی کی آمیزش نہیں تو وہ اس چھلکے کی طرح ہیں جس میں کوئی گودا نہیں ہے، اور اس جسم کی طرح ہیں جس میں کوئی جان نہیں ہے، انتہی کلامہ رحمہ اللہ۔ (تفسیر الکریم الرحمٰن ج ۳ر ۳۲۲)

اس لئے ایک مسلمان پر ضروری ہے کہ قربانی کرتے وقت تقرب الی اللہ اور اخلاص کا خیال رکھے ریاکاری، شہرت اور فخر و مباہات سے دور رہ کر حکم الہی کی تعمیل میں قربانی کرے، فرمان الہی ہے ﴿قُلْ إِنَّ صَلاَتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لاَ شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَاْ أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾ "کہدو یقیناً میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا اللہ تعالی کے لئے جو تمام جہانوں کا رب ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں میں سے پہلا ہوں" (سورۃ الانعام آیت: ۱۶۲۔ ۱۶۳)

پھر قربانی کرنے والا یہ بھی دھیان رکھے کہ وہ قربانی کر کے اللہ کے شعائر میں

سے ایک شعیرہ کو ادا کر رہا ہے، جس کی تعظیم اور احترام ضروری ہے، فرمان الٰہی ہے ﴿وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ﴾ "کہ جو آدمی شعائر اللہ کی تعظیم کرتا ہے تو یہ اس کے دل میں تقوی کے موجزن ہونے کی نشانی ہے" (سورۃ الحج آیت: ۳۲)

فائدہ: دو سبب کی بنا پر قربانی کرنا اسکی قیمت صدقہ کرنے سے افضل ہے:

پہلا سبب: اس میں اللہ کی تعظیم اور اس کے دین کے شعائر کا اظہار ہے۔

دوسرا سبب: یہ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی سنت ہے اور آپ کی رحلت کے بعد مسلمانوں کا عمل ہے۔

قربانی کے شرائط

قربانی کے کچھ شرائط ہیں جن کے پورا ہوئے بغیر قربانی درست نہیں ہو گی، اور وہ شرائط یہ ہیں:

پہلی شرط: قربانی پالتو جانور اونٹ، گائے، بھیڑ، اور بکری کی ہو۔

دوسری شرط: وہ جانور شرعی اعتبار سے مقررہ عمر کو پہنچتا ہو بایں طور کہ بھیڑ کے جذع [چھ ماہ یا اس سے زیادہ] کی قربانی ہو یا دوسرے جانوروں میں سے ثنیہ ہو۔

نوٹ: ثنی کہتے ہیں منہ کے سامنے کے دو دانت کو خواہ اوپر کے ہوں یا نیچے کے۔

ا۔اونٹ کا ثنی وہ ہے جس کے پانچ سال پورے ہو چکے ہوں۔

ب۔ گائے کا ثنی وہ ہے جس کے دو برس پورے ہو چکے ہوں۔

ج۔ بکری کا ثنی وہ ہے جس کے ایک سال پورے ہو چکے ہوں۔

د۔ بھیڑ کا جذعہ وہ ہے جس کے چھ مہینے پورے ہو چکے ہوں۔

تیسری شرط: وہ جانور ان عیوب سے پاک ہو جن عیوب کی موجودگی میں قربانی جائزاور درست نہیں ہوتی جن کی احادیث میں صراحت آئی ہوئی ہے:

(ا) وہ کانا جانور جس کا کانا پن ظاہر ہو۔ (ب) وہ بیمار جس کی بیماری واضح ہو۔ (ج) وہ لنگڑا جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو۔ (د) ایسا کمزور اور دبلا جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو۔

مذکورہ ان عیوب میں وہ تمام عیوب بھی شامل ہیں جو ان کے مثل ہوں یا ان سے زیادہ ہوں تو اس کی قربانی درست نہیں ہوگی، جیسے اندھا پن، دونوں ہاتھ یا دونوں پاؤں کا کٹا ہونا [اور لنجا]۔

چوتھی شرط: قربانی کا جانور قربانی کرنے والے کی ملکیت میں ہو یا اسے قربانی کرنے کی اجازت حاصل ہو، اس لئے غصب اور چوری کئے ہوئے جانور اور دو آدمیوں کے درمیان مشترک جانور کی قربانی شریک کی اجازت کے بغیر درست نہیں ہوگی۔

پانچویں شرط: اس جانور پر کسی دوسرے کا حق نہ ہو، پس رہن میں رکھے ہوئے یا وراثت والے جانور کی قربانی تقسیم سے قبل درست نہ ہوگی۔

چھٹی شرط: شرعی لحاظ سے جو وقت مقرر ہے اس مقررہ وقت میں قربانی کی جائے، اگر اس مقررہ وقت سے پہلے یا بعد میں قربانی کی گئی تو وہ قربانی درست نہ ہوگی۔ (المغنی ج۸/ ۷۳)

قربانی کے جانور کی تعیین

جب قربانی کرنے والا قربانی کا جانور خریدے تو اس کی تعیین دو طرح سے ہوگی:

(۱) تعیین کے الفاظ زبان سے ادا کرے [یعنی یہ کہے کہ یہ قربانی اللہ کے لئے ہے اور دل میں اس کا عزم وارادہ کرے]۔

(۲) قربانی کی نیت سے عید کے دن اس کو ذبح کرے۔

دوسرا فائدہ: قربانی کا گوشت زیادہ سے زیادہ صدقہ کرنا اچھا ہے، جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے [حجۃ الوداع کے موقع پر] حج کی قربانی میں سو اونٹ ذبح کئے، اور آپ نے ان سے گوشت کے چند ٹکڑے ہی لئے جسے ہانڈی میں ڈال کر پکایا گیا، جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی لمبی حدیث میں ہے۔

قربانی کا بہتر جانور کون سا ہے؟

جنس کے اعتبار سے قربانی کا بہتر جانور اونٹ ہے، پھر گائے ہے، بشر طیکہ مکمل ایک اونٹ یا ایک گائے ذبح کیا جائے، اس کے بعد بھیڑ ہے، اس کے بعد بکری ہے، پھر اونٹ اور گائے میں ساتواں حصہ ہے، اور پالتو جانوروں میں سب سے بہتر اس جانور کی قربانی ہے جس میں تمام و کمال کی ساری صفتیں جمع ہوں، چنانچہ قربانی کا بہتر جانور سینگ والا، نر، فربہ اور ایسا سفید مینڈھا ہے جس کے پاؤں اور آنکھوں کے ارد گرد سیاہی ہو، یہ وہ وصف ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے پسند فرمایا ہے، اور اس کی قربانی کی ہے۔ (صحیح مسلم حدیث: ۱۲۱۸)

ایک فربہ بکری دو دبلی پتلی بکریوں سے بہتر ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قیمتی جانور خریدنا کئی ایک [سستے] جانور خریدنے سے بہتر ہے، یحی بن سعید رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ " ہم لوگ مدینہ میں قربانی کے جانور کو کھلا پلا کر موٹا کرتے تھے اور دیگر مسلمان بھی اسی طرح کرتے " (صحیح مسلم حدیث ۱۹۶۷، سنن ابی داؤد حدیث: ۲۷۹۲)

علامہ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ قربانی کے جانور کو کھلا پلا کر موٹا

کرنا، اس کی دیکھ بھال کرنا، اس کے ساتھ رحمت و محبت کا برتاؤ کرنا مسنون ہے،
فرمان الٰہی ہے ﴿ وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ﴾ "کہ جو
آدمی شعائر اللہ کی تعظیم کرتا ہے تو یہ اس کے دل میں تقوی کے موجزن ہونے
کی نشانی ہے" (سورۃ الحج آیت: ۳۲)
حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں شعائر اللہ کی تعظیم سے مراد
اس کو کھلا پلا کر فربہ کرنا، بڑا کرنا اور دیکھ بھال کرنا ہے، اس لئے کہ ایسا کرنے میں
اجر و ثواب بھی بڑا اور نفع بھی زیادہ ہے۔ (المغنی ج ۱۳/ ۳۶۷ اور جامع البیان ۲۷
/۱۵۶)

مکروہاتِ قربانی

(۱) وہ جانور جس کا کان اور دم کٹا ہوا ہو، یا طول و عرض میں جس کا کان چرا ہوا ہو۔
(۲) وہ جانور جس کا سرین یا تھن یا اس کا کچھ حصہ کٹا ہوا ہو جیسے تھن کی بھٹنی کا
کچھ حصہ کٹا ہوا ہو۔
(۳) وہ جانور جو چراگاہ سے پیچھے رہتا ہو۔
(۴) وہ جانور جس کے سارے دانت گر گئے ہوں۔
(۵) وہ جانور جس کی سینگ ٹوٹی ہوئی ہو۔

ایک مسلمان کو قربانی کا جانور خریدتے وقت اسے خوب غور سے دیکھ لینا چاہئے اور یہ جانچ پڑتال کر لینا چاہئے کہ جانور میں وہ عیوب تو نہیں جن کی موجودگی میں قربانی جائز نہیں اور یہ خیال رکھنا چاہئے کہ اس کی عمر پوری ہے یا نہیں، کیونکہ جس جانور کے اندر یہ ساری صفتیں کامل و مکمل ہوں تو اس جانور کی قربانی اللہ کو بہت ہی پسند ہے اور قربانی کرنے والے کے لئے بہت زیادہ اجر و ثواب کا باعث اور اس کے تقوی و پرہیز گاری کی دلیل ہے۔

مسئلہ:

قربانی کا جانور خریدنے کے بعد اس میں کوئی عیب پیدا ہو جائے اگر وہ عیب ایسا ہو جن کی موجودگی میں قربانی جائز نہیں ہوتی اور یہ عیب اس کی کوتاہی کی وجہ سے پیدا ہوا ہو تو ایسی حالت میں اس جانور کو دوسرے صحیح و سالم جانور سے بدلنا ضروری ہے، اور اگر جانور کے اندر عیب پیدا ہونے میں اس کی کوتاہی کا کوئی دخل نہ ہو تو وہ اس جانور کو ذبح کرے گا اور اس کی طرف سے وہ کافی ہو گا۔

قربانی کرنے والے سے کس چیز کا مطالبہ ہے؟

جب مسلمان اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے قربانی کرنا چاہے یا کسی زندہ یا مردہ شخص کی طرف سے بطور صدقہ قربانی کرنا چاہے اور ذی الحجہ کا

مہینہ کا شروع ہو چکا ہو تو اس پر اپنے بالوں، ناخنوں اور چمڑوں کا لینا حرام ہے، اس کی دلیل حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھو اور تمہارا ارادہ قربانی کرنے کا ہو تو قربانی کے وقت تک اپنے بالوں اور ناخنوں میں سے کچھ نہ لو" (صحیح مسلم حدیث: ۱۹۷۷)

قربانی کرنے والے سے متعلق کچھ احکام

(۱) بال، ناخن اور چمڑا کاٹنے کی ممانعت کا وقت ذی الحجہ کا چاند دیکھنے یا ذی قعدہ کے پورے تیس دن پورے ہونے کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔

(۲) صحیح قول کے مطابق ناخن اور بال کاٹنا حرام ہے کیوں کہ جہاں کسی کام سے نہی وارد ہو وہاں اصل چیز اس کا حرام ہوتا ہے۔

(۳) جب ذی الحجہ کا عشرہ شروع ہو جائے اور ایک مسلمان نے قربانی کی نیت نہ کی ہو اور وہ اپنا بال اور ناخن کاٹ لے، پھر دو دن یا اس کے بعد اس نے یہ سوچا کہ وہ قربانی کرے گا، تو جب سے قربانی کی نیت کر لے، اس کے لئے ناخن اور بال کاٹنے سے رک جانا ضروری ہے اور جو کچھ ہو چکا ہے اس کے متعلق اس پر کوئی حرج نہیں ہے، وللہ الحمد۔

(۴) جو شخص قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو پھر وہ اپنا بال اور ناخن کاٹ لے تو اسے

قربانی کرنا چاہئے اور قربانی سے رکنا نہیں چاہئے البتہ وہ ایک حرام چیز کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوگا۔

(۵) جب ناخن یا بال کاٹ لے تو وہ اللہ سے استغفار کرے اور باتفاق علماء اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے، چاہے ناخن یا بال جان بوجھ کر کاٹا ہو یا بھول کر، اسی طرح اس عشرہ کے دوران مرد اور عورت کا اپنا سر دھونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۶) قربانی کے بعد سر کا بال مونڈھنا مسنون نہیں ہے۔

(۷) جو شخص سر میں زخم ہونے کی بنا پر پورا بال یا بال کا کچھ حصہ کاٹنے کا یا ناخن کاٹنے کا ضرورت مند ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۸) بال، ناخن اور چمڑا کاٹنے کی ممانعت ان لوگوں کے لئے خاص ہے جو اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے قربانی کرنا چاہتے ہوں یا زندہ اور مردہ شخص کی طرف سے نفلی طور پر قربانی کرنا چاہتے ہوں، البتہ جو شخص اپنی بیوی بچے کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو اہل بیت کو یہ ممانعت شامل نہیں۔

(۹) یہ ممانعت وکیل اور وصی کو شامل نہیں ہے، اس لئے یہ دونوں بال، ناخن اور چمڑا لینے سے نہیں رکیں گے۔

(۱۰) جو شخص قربانی کرنا چاہتا ہو اور وہ حج یا عمرہ کا ارادہ کر لیا تو اسے چاہئے کہ وہ احرام کے وقت اپنا بال یا ناخن نہ کاٹے، البتہ حج یا عمرہ کے لئے بال کٹوانا واجب ہے

اس لئے کہ یہ نسک ہے جو ممانعت کو شامل نہیں ہے۔
(۱۱) قربانی میں اصل یہی ہے کہ اس کا مطالبہ زندہ شخص سے اپنے وقت پر ہے، البتہ میت کی طرف سے مستقل قربانی کرنا شریعت میں اس کی رخصت واجازت ہے کیوں کہ یہ صدقہ کی ایک قسم ہے۔

بال ناخن اور چمڑا کاٹنے کی ممانعت میں حکمت:

اہل علم نے ممانعت کی چند ایک حکمتیں بیان کی ہیں:

(۱) قربانی کرنے والا جب حج کے بعض اعمال یعنی قربانی کرنے میں محرم کے مشابہ ٹھہرا تو مناسب ہوا کہ بال اور ناخن کاٹنے کی ممانعت کے مسائل اس پر لاگو ہوں۔

(۲) یہ بھی کہا گیا ہے کہ قربانی کرنے والا سارے اجزاء جسم کو جہنم کی آگ سے نجات پانے کے لئے باقی رکھے [کیونکہ یہ وارد ہے کہ قربانی کے جانور کے بدلے قربانی کرنے والے کے سارے جزء جہنم سے آزاد کر دیئے جاتے ہیں]۔

نوٹ

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے ﴿ وَمَن يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ عِندَ رَبِّهِ ﴾ "اور جو کوئی اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے اس کے لئے اس کے رب کے

پاس بہتری ہے" (سورۃ الحج آیت: ۳۰) اللہ رب العالمین کے احکام اور اس کی حرمتوں کی تعظیم میں بہت زیادہ اجر و ثواب اور دنیا و آخرت کی بھلائی ہے، اور اس کی تعظیم یہ ہے کہ اس کی ادائیگی کی چاہت ہو اور اس میں عبودیت کا احساس ہو، اسے بوجھ نہ سمجھے اور اس کی ادئیگی میں کوئی سستی نہ کرے، اسی میں یہ بھی شامل ہے ان وصیتوں کو نافذ کیا جائے جو ان کے آباؤ اجداد اور رشتہ داروں نے کیا ہے اس لئے کسی شخص کو اس کے ثواب میں شامل نہ کرے اور نہ ہی کسی کو اس سے نکالے، اور اگر ان ناموں کو بھول گیا ہو جن کی وصیت کی گئی ہے تو فلاں کی وصیت کی نیت کرلے، اس میں وصیت کرنے والی کی ساری باتیں شامل ہو جائیں گی، تو وصی پر ضروری ہے کہ وصیت کا اہتمام کرے اور اس کو ویسے ہی ادا کرے جیسا اسکے مالکان نے اسے وصیت کی ہے، اور اس میں ہیر پھیر کرنے سے پرہیز کرے، فرمان الٰہی ہے، ﴿فَمَن بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ "اب جو شخص اسے سننے کے بعد [وصیت کو] بدل دے اس کا گناہ بدلنے والے پر ہی ہوگا، واقعی اللہ تعالی سننے اور جاننے والا ہے" (سورۃ البقرہ آیت: ۱۸۱)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قربانی کا وقت

قربانی کے وقت کی ابتدا یوم النحر کے دن نماز عید کے بعد سے لے کر ایام تشریق کے آخری دن کے غروب آفتاب تک یعنی تیرہویں ذی الحجہ تک ہے، اس لئے عید کی نماز سے پہلے کی گئی قربانی کافی نہ ہو گی، بعض علماء کا خیال ہے کہ احتیاط اسی میں ہے کہ اختلاف سے بچتے ہوئے یوم النحر [عید کے دن] ہی قربانی کر دے اور اگر کوئی مشکل در پیش ہو تو جمہور علماء صرف گیارہ اور بارہ ذی الحجہ تک قربانی کی اجازت دیتے ہیں۔

ذبح کے وقت سے متعلق مسائل

(۱) رات اور دن میں کسی بھی وقت قربانی کرنا جائز ہے، لیکن دن میں قربانی کرنا افضل ہے، اور قربانی کے ایام کا ہر دن اس کے بعد والے دن سے افضل ہے۔

(۲) اگر قربانی کا جانور بغیر اس کی کوتاہی کے گم ہو جائے یا چوری ہو جائے تو قربانی کرنے والے پر کچھ نہیں ہے، اور جب بھی وہ اس کو پائے ذبح کرے، گرچہ قربانی کا وقت نکل گیا ہو، اور اگر اس جانور کے ضائع اور گم ہونے میں اس کی کوتاہی کا دخل ہو تو اس جانور کے بدلے وقت کے اندر ہی دوسرا جانور ذبح کرنا ضروری ہے۔

(۳) اگر عید کی نماز موخر اور مقدم کر دیا جائے یا نماز نہ پڑھی جائے تو اعتبار نماز کے وقت کا ہو گا نہ کہ اس کے فعل کا، چاہے شہروں میں ہو یا دیہاتوں میں ہو اور چاہے مقیم ہو یا مسافر۔

ذبح کے اصول و آداب

ذبح کرتے وقت درج ذیل چیزوں کا خیال رکھیں:

(۱) چھری خوب تیز کر لی جائے۔

(۲) جانور کو بائیں پہلو پر لٹایا جائے اور اس کا سر بائیں ہاتھ سے پکڑا جائے اور دائیں ہاتھ سے ذبح کیا جائے۔

(۳) ذبح کرتے وقت جانور کو قبلہ رخ لٹایا جائے اگر قبلہ کے علاوہ کسی اور طرف رخ کر کے ذبح کیا جائے تب بھی قربانی درست ہو گی، کیوں کہ اس کے وجوب پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

(۴) جانور کے کاندھے پر پاؤں رکھ کر ذبح کرے تا کہ جانور پر قابو رہے۔

(۵) بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرے، فرمان الٰہی ہے ﴿فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ "سو جس جانور پر اللہ کا نام لیا جائے اس میں سے کھاؤ" (سورۃ الانعام آیت: ۱۱۸)

فرمان نبوی ﷺ ہے ”جو خون بہادے اور بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا گیا ہو تو اسے کھاؤ“ (صحیح مسلم حدیث:۱۹۵۵)

بسم اللہ کے ساتھ اللہ اکبر کہنا مستحب ہے اور قربانی کرتے وقت اس کا نام لے جس کی طرف سے قربانی کر رہا ہے اور ان الفاظ میں دعا پڑھے ،اللھم هذه أضحية عن فلان يعني نفسه فتقبل مني أوعن فلان فتقبل منه“ اے اللہ یہ قربانی فلاں[یعنی خود اپنی طرف سے] ہے،اے اللہ میری طرف سے یا فلاں کی طرف سے ہے اسے قبول فرما۔

(٦)خون بہانا ضروری ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب دونوں موٹی رگیں کاٹ دی جائیں اور گردن کے پتے کے بیچ دور گیں جو حلقوم کو گھیرے رہتے ہیں ان کو عرب میں ودجان کہتے ہیں۔ [جریان خون کی نالیاں]

قربانی کے جانور کو احسن طریقے سے ذبح کرنا

قربانی کے جانور کو عمدہ اور احسن طریقے سے ذبح کرنا امر مطلوب ہے، جیسا کہ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی نے ہر چیز پر احسان کرنا فرض کیا ہے، لہذا جب تم قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو، جب تم ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو،اور تمہیں چاہئے کہ چھری تیز کرلو اور

ذبیحہ کو آرام پہنچاؤ" (صحیح مسلم حدیث: ۱۹۵۵)

جانور کے ساتھ کیسے احسان اور نرمی کیا جائے؟

(۱) جانور کے سامنے چھری تیز نہ کی جائے۔

(۲) ایک جانور کے دیکھتے ہوئے دوسرے جانور کو ذبح نہ کیا جائے۔

(۳) اور نہ ہی جانور کو بے رحمی اور سنگدلی کے ساتھ گھسیٹ کر ذبح کرنے کی جگہ لے جایا جائے۔

(۴) ذبح کرنے والے پر ہر ایسا کام حرام ہے جس سے ذبیحہ کو اس کی جان نکلنے سے پہلے تکلیف پہنچے۔

ذبح کے مسائل

(۱) جو اچھی طرح ذبح کرنا جانتا ہو اسے چاہئے کہ وہ اپنا جانور خود ذبح کرے کیوں کہ ذبح کرنا عبادت ہے، اور انسان کے لئے اپنی عبادت خود بجالانا افضل ہے۔

(۲) کسی دوسرے کو ذبح کرنے میں نائب بنانا جائز ہے، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے تریسٹھ اونٹ اپنے ہاتھ سے ذبح فرمائی، اور باقی ماندہ اونٹ کو ذبح کرنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب بنایا۔

(۳) بہتر یہ ہے کہ قربانی عیدگاہ میں کی جائے، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن

عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید گاہ ہی میں جانور ذبح اور نحر کیا کرتے تھے" (صحیح بخاری حدیث: ۹۸۲، سنن نسائی حدیث: ۴۳۶۶)

(۴) جب اونٹ قربانی کرنا ہو تو اس کو کھڑا کر کے اس کا بایاں پاؤں باندھ کر اسے نحر کیا جائے، اونٹ کے علاوہ گائے، بکری، دنبہ وغیرہ کو لٹا کر ذبح کیا جائے، کیوں کہ اس کے لئے اسی میں آرام ہے، اور قربانی کرنے والا اپنا پاؤں اس کی گردن کی داہنی طرف رکھ لے مضبوط دبائے تا کہ اس پر اس کا قبضہ مضبوط رہے۔

(۵) ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھے اگر بسم اللہ پڑھے ہوئے کچھ دیر ہو جائے تو بسم اللہ دوبارہ پڑھ لے، اسی طرح اگر کسی بکری پر بسم اللہ پڑھا پھر اس بکری کو چھوڑ کر دوسری بکری ذبح کرنا چاہا تو بسم اللہ کا اعادہ کرے۔

(۶) قربانی کے جانور کی کسی چیز کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے، نہ قربانی کا گوشت، نہ چربی، اور نہ اس کی کھال، اس لئے کہ یہ ایسا مال ہے جو اللہ تعالی کے لئے نکالدیا گیا ہے۔

(۷) نہ ہی قربانی کی کسی چیز سے قصاب کو مزدوری دی جائے، لیکن اگر قصاب کی مزدوری دینے کے بعد اس کی غربت اور محتاجی کے پیش نظر یا تحفہ کے طور پر کچھ گوشت کھانے کو دیدیا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

جسے دورانِ ذبح بہتا ہوا خون لگ جائے تو اس کا دھونا ضروری ہے، کیوں کہ یہ

بالا جماع ناپاک ہے، البتہ وہ خون جو ذبح کرنے کے بعد کپڑے میں لگ جائے وہ اس خون کی طرح ہے جو گوشت میں پایا جاتا ہے اس لئے وہ پاک ہے۔

عورت اور قربانی

۱۔ عورت کے لئے بہتر ہے کہ وہ اپنی طرف سے اور جس جس کی طرف سے قربانی کرنا چاہے قربانی کرے تاکہ وہ اس خیر اور اجر سے محروم نہ رہے، اور اگر اسے قدرت ہو تو صرف شوہر یا باپ ہی کی طرف سے قربانی کرنے پر اکتفا نہ کرے۔

۲۔ اور جو قربانی کرنا چاہے وہ اپنا بال، ناخن نہ کاٹے، البتہ جن کی طرف سے اگر قربانی کیا جائے، جیسے بیوی بچے وغیرہ تو ان کو یہ ممانعت شامل نہ ہو گی، یہ ممانعت صرف قربانی کرنے والوں کے لئے خاص ہے۔

۳۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ عورت قربانی کا جانور ذبح کرے، بلکہ بعض علماء نے اس کو مستحب قرار دیا ہے کہ عورت اپنا جانور خود ذبح کرے۔

قربانی کا گوشت کس طرح تقسیم کیا جائے؟

قربانی کا گوشت درج ذیل طریقوں کے مطابق تقسیم کیا جائے:

☆ خود کھائے۔

☆دوست واحباب پڑوسیوں اور رشتہ داروں کو ہدیہ کرے۔

☆ [فقیروں اور مسکینوں کو] صدقہ وخیرات کرے۔

☆ بعض سلف صالحین قربانی کا گوشت تین حصوں میں تقسیم کیا کرتے تھے:
ایک تہائی خود کھاتے، ایک تہائی صدقہ کرتے اور ایک تہائی تحفہ اور ہدیہ کے طور پر پیش کرتے تھے۔

اس بارے میں کوئی تحدید نہیں ہے نیز قربانی خواہ نفلی ہو یا واجب، قربانی خواہ کسی زندہ کی طرف سے ہو یا کسی مردہ کی طرف سے یا کسی کی وصیت ہو کوئی فرق نہیں ہے۔

چند اہم ہدایات

مزدور ڈرائیور اور کھیت وغیرہ میں کام کرنے والے مزدوروں کے بارے میں ہوشیار رہنا چاہئے کہ وہ قربانی کا جانور ذبح کریں کیوں کہ ان میں سے بعض آتش پرست، بدھسٹ، ہندو اور سِکھ ہوتے ہیں، جن کے ذبیحے کھانا ہمارے لئے مباح نہیں ہے، کیوں کہ یہ ذبح کے اہل نہیں ہیں۔

قربانی سے متعلقہ جو چیز ہماری ضرورت سے زیادہ ہو جیسے گوشت، چربی اور کھال وغیرہ تو بہتر طریقہ یہ ہے کہ اسے خیراتی رفاہی اور فلاحی ادارے کو سونپ دیا

جائے جو ان چیزوں کو وصول کرتی ہیں اور ان سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔
بعض لوگ جیسے ہی قربانی کے جانور کا خون بہتا ہے وہ کچھ خون لے کر دیوار پر چھڑکتے ہیں یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دے گا، شریعت میں اس کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔
فائدہ: بہت سے لوگ اپنے بڑھاپے میں یہ وصیت کرتے ہیں کہ جب وہ مر جائیں تو ان کے مال میں سے کچھ حصہ اس کی طرف سے قربانی کرنے کے لئے خاص کر دیا جائے، اور امت کے لئے جو شرعی مصارف ہیں اس کو وہ بھول جاتے ہیں، جب کہ لوگ قربانی سے زیادہ مال کے محتاج ہوتے ہیں، جیسے دعوت الی اللہ، علم دین کی نشر واشاعت، فقرا و مساکین کے ساتھ حسن سلوک اور جہاد فی سبیل اللہ کا خرچ۔ (التجديد فی احكام الاضاحی لابراهيم الضبيعی)
دوسرا فائدہ: جو شخص اپنی ناداری مفلسی کی وجہ سے قربانی کی طاقت نہ رکھتا ہو اسے امت محمدیہ ﷺ کے قربانی کرنے والوں کا اجر وثواب مل جائے گا، کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے جب دنبہ ذبح کیا تو فرمایا: ((اللهم هذا عني وعمن لم يضح أمتي)) "اے اللہ یہ میری طرف سے ہے اور میری امت کے ان لوگوں کی طرف سے ہے جنھوں نے قربانی نہیں کی" (الدرر السنية ج ۳/۲۱۰)

طبّی فائدہ

حج اور قربانی کے موسم کی مناسبت سے یہاں ایک اہم اور انتہائی مفید نصیحت ہے، یہ نصیحت صرف حاجیوں ہی کے لئے نہیں بلکہ تمام لوگوں کے لئے ہے، بعض لوگ اس عظیم موسم میں کھانے کے پیچھے ہی پڑ جاتے ہیں جو خود ان کے لئے نقصان کا باعث ہے، چنانچہ یہ لوگ گوشت کھانے میں اسراف سے کام لیتے ہیں نتیجۃً ہاضمے کی خرابیوں کا شکار ہو جاتے ہیں بالخصوص بھیڑ کا گوشت کیوں کہ اس میں چربی بہت زیادہ ہوتی ہے۔

ہم سبھی گوشت کا فائدہ جانتے ہیں کہ یہ پروٹین حاصل کرنے کا بنیادی ذریعہ ہے، اور اس میں پروٹین کی مقدار بھی بہت ہوتی ہے، بعض معدنیات اور ویٹامن بی کی وجہ سے گوشت اعلی قسم کی غذا ہے، اسی طرح گوشت امینو ایسڈ پر بھی مشتمل ہوتا ہے، ان تمام فوائد سے مستفید ہوا جا سکتا ہے بشر طیکہ ہم اعتدال کے ساتھ گوشت تناول کریں، گوشت کھانے میں افراط اور زیادتی عموما خون میں کولیسٹرول کی مقدار بڑھا دیتی ہے، اور خون کی نالیوں کو تنگ کر دیتی ہے اور خون میں یوریا کی مقدار بڑھ جاتی ہے اور خون میں یورک ایسڈ [تیزاب] جسم میں نمکیات کے جماؤ کے ساتھ بڑھ جاتا ہے، بالخصوص چھوٹے جوڑوں میں سوزش کا شکار مریضوں

کے لئے اور گردے کے مریضوں کے لئے، اس لئے ان لوگوں کو جنہیں پروٹین کو توڑنے، ہضم کرنے اور اس کو جسم کی نشوونما میں لانے کی طاقت کم ہو انہیں کم سے کم گوشت کھانا چاہئے کیوں کہ اس طرح خون کی نالی میں پروٹین کے بڑے حصے پہنچ جائیں گے، اور اس لئے بھی کہ گوشت بہت جلد خراب ہو جاتا ہے، چنانچہ گوشت کے ساتھ ہمیں حد درجہ محتاط رہنا چاہئے اس لئے کہ باریک حیاتیاتی نمو کے لئے صاف ستھرا ماحول ضروری ہے، حاجیوں کو مذبح خانے میں ہی جانور ذبح کرنا چاہئے اور ان لوگوں کو بھی صفائی کا مکمل خیال رکھنا چاہئے جو کھانا پکاتے اور تیار کرتے ہیں اور گوشت کو پوری طرح پکنے اور گلنے کا وقت دیا جانا چاہئے۔

ایام عید

عید کی مبارکباد

عید کی مبارکبادی باہمی تعلق و محبت کا سبب اور آپسی ہمدردی اور پیار کا ذریعہ ہے جس سے تعلق استوار اور قطع رحمی ختم ہوتی ہے، کینہ کپٹ دور ہوتا ہے، یہ ایک پیارا کلمہ ہے جس کے ثمرات ونتائج شاندار اور اثرات عمدہ ہیں، یہاں تک کہ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اگر عید کی مبارکباد دینا واجب قرار دیدیا جائے تو کچھ

بعید نہیں، کیوں کہ اسے ترک کرنے سے فتنے اور قطع تعلقی پیدا ہوتی ہے، جب کہ مسلمانوں کو آپس میں اظہارِ مودت و محبت کا حکم ہے، صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بھلی بات صدقہ ہے" (صحیح بخاری حدیث: ۲۸۲۷، صحیح مسلم حدیث: ۱۰۰۹)

عید کی مبارکبادی کا حکم

عید کے دن لوگوں کا آپس میں ایک دوسرے کو مبارکباد دینا جائز ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عید کی مبارکبادی دینا اس طرح کہ جب عید کی نماز کے بعد ایک دوسرے سے ملے تو کہے ((تقبل اللہ منا ومنك وأعاده اللہ علینا)) "اللہ تعالی ہم سے اور تم سے قبول کرے اور اس عید سعید کو دوبارہ ہمارے لئے لوٹائے" یا اس کے مشابہ الفاظ و کلمات ۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت سے بھی منقول ہیں کہ صحابہ کرام آپس میں ایسا ہی کرتے تھے، ائمہ کرام جیسے امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ نے اس کی اجازت دی ہے، لہذا جس نے عید کی مبارکباد دی، اس کے لئے بھی پیش رو ہیں اور جس نے مبارکبادی کو مشروع نہ سمجھا اس کے لئے بھی پیش رو ہیں۔

(فتاوی ابن تیمیہ ۲۴/ ۲۵۳)

علامہ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عید کی مبارکباد دینا جائز ہے، جسکے لئے کوئی متعین صیغے اور الفاظ نہیں ہیں، بلکہ لوگوں میں مبارکبادی کے جو کلمات رائج ہوں وہ سب جائز ہیں بشرطیکہ وہ مبارکبادی کے کلمات گناہ پر مشتمل نہ ہوں۔

عید کے مسائل

(۱) عید کی نماز چھوٹ جائے تو اس کی قضا مستحب نہیں ہے۔

(۲) نماز عید ادا کرنے والے شخص کو یہ رخصت ہے کہ خطبہ سننے کے لے بیٹھنا چاہے تو بیٹھے اور جانا چاہے تو چلا جائے۔

(۳) اپنی اولاد کو عید گاہ جانے کی ترغیب دی جائے تاکہ وہ مسلمانوں کی دعامیں شریک ہوں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "بچوں کے عید گاہ جانے کا بیان" پھر اس کے تحت حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو نقل فرمایا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ نے نماز پڑھنے کے بعد خطبہ دیا، پھر عورتوں کی طرف تشریف لے گئے اور انہیں نصیحت فرمائی اور صدقہ کے لئے حکم فرمایا" (صحیح بخاری حدیث: ۹۷۵)

(۴) شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نماز عید کی ہر دو تکبیروں کے درمیان کیا کہا جائے اس کے تعلق سے فرماتے ہیں، کہ اللہ تعالی کی حمد وثنا بیان کرے، نبی علیہ الصلاۃ والسلام پر درود بھیجے، اور جو چاہے دعا کرے، اسی طرح اس کے مثل علماء نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اگر عید کی تکبیرات کے دوران ((سبحان الله ، والحمد لله، ولا إله إلا الله والله أكبر، اللهم صل على محمد وعلى آل محمد، اللهم أغفر لي، وارحمنى کہے تو اچھا ہے، اور اگر یہ کلمات الله أكبر كبيرا، والحمد لله كثيرا، وسبحان الله بكرة وأصيلا)) یا اس کے مشابہ کلمات کہیں تو یہ بھی درست اور بہتر ہے۔

عید میں عبادت

فرمان الہی ہے ﴿ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكاً لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ ﴾ "اور ہر امت کے لئے ہم نے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے ہیں تا کہ وہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں" حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس آیت میں منسکا سے مراد عید کا دن ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳/۳٦٦)

یہیں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عید عبادت، مسرت وخوشی اور تقرب الی اللہ کا موسم ہے، اور یہ چیزیں ذیل کے مظاہر میں نمایاں اور روشن ہیں:

(۱) عید کی نماز: اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ ”آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے“ (سورۃ الکوثر آیت: ۲)

(۲) تکبیر: اللہ تعالی کا فرمان ہے ﴿وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ﴾ ”اور اللہ تعالی کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو“ (سورۃ البقرۃ آیت: ۱۸۷)

(۳) کھانے پینے اور ذکر الٰہی کا دن ہے، جیسا کہ نبیشہ الہذلی کی حدیث میں ہے ”کہ تشریق کے ایام کھانے پینے اور ذکر الٰہی کے دن ہیں“ (صحیح مسلم حدیث: ۱۱۴۱)

(۴) قربانی: اللہ عزوجل کے لئے عبودیت وبندگی اور اسکی نعمتوں پر شکر بجالانے کے لئے جانور کا خون بہانا۔

(۵) صلہ رحمی: فرمان الٰہی ہے ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾ ”اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو زمین میں فساد برپا کردو اور رشتے ناطے توڑ ڈالو“ (سورۃ محمد آیت: ۲۲)

(۶) عید کے دن تجمل وخوبصورتی اختیار کرنا اور مسرت وخوشی کا اظہار کرنا یہ سب کے سب عبادت ہیں۔

آخری بات:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے، اسوقت میرے پاس انصار کی دو لڑکیاں جنگ بعاث کے قصوں کی نظمیں پڑھ رہی تھیں، آپ بستر پر لیٹ گئے، اور اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا، اس درمیان حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے، اور مجھے ڈانٹا، اور فرمایا کہ یہ شیطانی باجہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں؟ رسول اللہ ﷺ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: جانے دو اے ابو بکر" پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ دوسرے کام میں لگ گئے تو میں نے انہیں اشارہ کیا اور وہ چلی گئیں" (صحیح بخاری :۹۴۹، صحیح مسلم ۸۹۲)

صحیح مسلم کی روایت میں ہے "یہ دونوں دف بجا رہی تھیں، اور صحیح بخاری میں ایک جگہ ہے "اے ابو بکر جانے دو یہ عید کا دن ہے" (صحیح بخاری حدیث ۹۸۷)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث کے متعدد فوائد ہیں ایک فائدہ یہ ہے کہ عید کے دنوں میں اہل وعیال پر ان تمام چیزوں کی وسعت وکشادگی کا خیال رکھنا مشروع ہے جس سے ان کو دلی خوشی اور عبادت کی کلفت ومشقت سے بدن کو آرام ملے، اس سے چشم پوشی کرنا ہی بہتر ہے، ایک فائدہ یہ

بھی ہے عیدوں کے موقع پر فرحت و مسرت کا اظہار کرنا دین اسلام کے شعائر میں سے ہے۔ (فتح الباری ج۲ / ۵۱۴)

غور کیجئے کہ اللہ تعالی کا مسلمانوں پر کتنا فضل و کرم ہے کہ مسلمان عید کے موقع پر خوش ہوتے ہیں اور اس خوشی پر اجر و ثواب کے حقدار بنتے ہیں، اس لئے کہ عید کے دن خوشی منانا دینی شعائر میں سے ہے، البتہ یہ چیز ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ یہ خوشی جائز حد تک ہو، البتہ عیدوں کو منکرات [برے کاموں] اور گانے دیکھنے سننے میں لگانا جائز خوشی میں شامل نہیں، بلکہ یہ شیطانی کاموں میں سے ہے۔ (دیکھئے مجلۃ البیان، شمارہ نمبر ۱۳۶ ص ۲۶۔۲۷)

عید الفطر افضل ہے یا عید الاضحیٰ؟

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں کے درمیان تفاضل کے بارے میں فرماتے ہیں: عید الاضحیٰ عید الفطر سے دو وجہوں کی بنا پر افضل اور بہتر ہے:

(۱) عید الاضحیٰ کی عبادت یعنی قربانی عید الفطر کی عبادت یعنی صدقہ سے افضل و بہتر ہے۔

(۲) عید الفطر کا صدقہ روزہ کے تابع ہے، جو روزہ دار کے روزہ کو لغو اور بیہودہ باتوں سے پاک و صاف کرنے کے لئے اور مساکین کی خوراک کی حیثیت سے

فرض قرار دیا گیا ہے، جسے نماز عید کے لئے نکلنے سے پہلے نکالنا مسنون قرار دیا گیا ہے البتہ قربانی صرف اس دن مشروع ہے اور ایک مستقل عبادت ہے، اسی لئے نماز کے بعد اسے مشروع قرار دیا گیا، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ ''آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے'' (سورۃالکوثر آیت: ۲)

چنانچہ [غیر حاجیوں کا] شہروں میں نماز عید پڑھنا حاجیوں کے جمرہ عقبہ کے قائم مقام ہے، اور ان کا قربانی کرنا حاجیوں کی ہدی کے قائم مقام ہے۔ (فتوی ج ۲۴/ ۲۲۲)

نماز عید

نماز عید کا اہتمام کیجئے، مسلمانوں کے ساتھ اس میں شرکت کیجئے اور ان لوگوں کی طرح مت ہو جایئے جنہیں شیطان نے روکے رکھا ہے جو اس شعیرہ پر سونے کو ترجیح دیتے ہیں، بعض اہل علم نے جن میں شیخ الاسلام بن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں نماز عید کے واجب ہونے کو راجح قرار دیا ہے اور ان اہل علم نے اپنے اس قول پر اللہ تعالی کے اس فرمان سے استدلال کیا ہے ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ ''آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے'' (سورۃالکوثر آیت: ۲)

چنانچہ بلا عذر شرعی نماز عید کسی پر سے ساقط نہیں ہے، حتی کہ عورتوں کو بھی چاہئے کہ مسلمانوں کے ساتھ نماز عید میں شریک ہوں بلکہ حیض والی اور جوان لڑکیاں بھی شریک ہوں، البتہ حیض والی عورتیں جائے نماز سے الگ رہیں۔

عید کے سنن و آداب

قربانی کا دن بڑا عظیم دن ہے اس لئے کہ یہ حج اکبر کا دن ہے، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: حج اکبر قربانی کا دن ہے" اور یہ سال کے تمام دنوں سے افضل ہے، جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے "اللہ تعالی کے یہاں تمام دنوں میں سب سے عظیم دن قربانی کا دن ہے، پھر گیارہواں دن ہے" (سنن ابوداؤد دیکھئے تخریج مشکاۃ للالبانی ج ۲/ ۸۱۰)

اس دن کے کچھ سنن و آداب ہیں جن کا اہتمام ضروری ہے:

اولا: عید گاہ جاتے وقت

عید گاہ کی طرف نکلنے سے پہلے درج ذیل چیزوں کی رعایت ضروری ہے:

☆ غسل کرنا، زینت اختیار کرنا، خوشبو لگانا، اور اچھے سے اچھا کپڑا پہننا، یہ چیزیں لوگوں اور ملکوں کے اعتبار سے مختلف ہو سکتی ہے، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی

اللہ عنہما عیدین کے موقع پر عمدہ سے عمدہ لباس زیب تن کرتے تھے، اسی طرح بہتر یہ ہے [جن کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو] وہ اپنا مونچھ اور ناخن تراش لے۔

☆ نماز پڑھنے تک کچھ نہ کھائے اور قربانی کے گوشت سے کھانے کی ابتدا کرے، یہ صرف عید الاضحیٰ میں ہے، البتہ عید الفطر میں سنت یہ ہے کہ کھجوریں تناول کرلے، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے دن کھائے بغیر نہ نکلتے اور عید الاضحیٰ کے دن نماز [عید] پڑھنے تک کچھ تناول نہ فرماتے"

☆ عید گاہ جانے پر جلدی کرے تاکہ امام سے قریب رہنے کا ثواب اور نماز کی انتظار کا ثواب پاسکے، فرمان الٰہی ہے "تم نیکیوں کی طرف جلدی کرو" (سورۃ مائدہ آیت: ۴۸)

اور عید کے اعمال بجالانا عظیم نیکیوں میں سے ہے۔

☆ عید گاہ پیدل جائے، جیسا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ آدمی پیدل عید گاہ جائے۔ (صحیح سنن ترمذی للالبانیؒ)

ابن المنذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: پیدل عید گاہ جانا بہتر اور تواضع کے زیادہ قریب ہے اور جو سوار ہو کر عید گاہ جائے اس پر کچھ نہیں ہے۔

☆ راستہ میں تکبیر کہتا ہوا جائے، اور مسجد میں ٹھہرے رہنے کے دوران بھی تکبیر

کہتا رہے یہاں تک کہ امام نماز کے لئے نکل آئے، مرد بلند آواز سے تکبیر کہیں گے اور عورت پست آواز میں تکبیر کہیں گی۔

☆ جب ایک راستہ سے عید گاہ جائے تو پھر اس کے لئے مسنون ہے کہ دوسرے راستہ سے واپس آئے، جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ عید کے دن عید گاہ میں آنے جانے کا راستہ تبدیل فرمالیا کرتے تھے" (صحیح البخاری حدیث: ۹۸۶)

علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پیدل عید گاہ جاتے تھے، رسول اللہ ﷺ عید کے دن عید گاہ میں آنے جانے کا راستہ تبدیل کرتے تھے، یعنی ایک راستہ سے نکلتے اور دوسرے راستے سے واپس آتے تھے، اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ایسا آپ اس لئے کرتے تھے کہ دونوں راستے کے لوگوں کو سلام کریں، دونوں طرف کے لوگ آپ کی برکت سے فائدہ اٹھا سکیں، دونوں طرف کے لوگوں میں سے جو ضرورت مند ہوں اس کی ضرورت پوری کی جائے، اور ایک وجہ یہ بیان کی گئی ہے گلیوں اور راستوں میں اسلامی شعائر کا اظہار کیا جائے، نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسلام اور اہل اسلام کے غلبہ اور اس کے شعائر کی بجا آوری کو دیکھ کر منافقوں کو غصہ پیدا ہو، اور یہ بھی کہا گیا ہے زمین کی شہادت و گواہی زیادہ سے زیادہ حاصل کیا جائے، کیوں کہ مسجد کی طرف جانے والا

اور نمازی کو اس کے ایک قدم رکھنے پر ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور دوسرے قدم اٹھانے پر ایک گناہ مٹتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے گھر واپس آجائے، اور یہ قول زیادہ صحیح ہے، راستہ تبدیل کر کے عید گاہ آنے اور جانے میں یہ ساری حکمتیں ہیں، اس کے علاوہ اور دوسری حکمتیں بھی ہیں جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل خالی نہیں ہو سکتا۔

عورت اور عید

ایک مسلمان عورت کو چاہئے کہ وہ عید کے دن درج ذیل چیزوں کا خیال رکھے:

(۱) عید گاہ جا کر مسلمانوں کے ساتھ نماز عید ادا کرے، خطبہ میں شریک ہو اور خطبہ سے فائدہ اٹھائے لیکن عید گاہ جاتے وقت درج ذیل چیزوں کا خیال رکھنا ضروری ہے:

ا۔ مکمل شرعی پردہ کا اہتمام کرے۔

ب۔ نماز عید سے واپسی کے دوران مردوں سے مزاحمت نہ کرے۔

ج۔ خوشبو لگا کر اور جاذب نظر کپڑا پہن کر عید گاہ جانے سے پرہیز کرے۔

(۲) ان ایام میں چونکہ کثرت سے آپسی اجتماعات ہوتے ہیں اس لئے اس موقع پر غیبت و چغلی سے دور رہے۔

(۳) عید کے دن کھانے پینے اور مٹھائی بنانے میں مشغول رہ کر فرض نمازوں کی ادائیگی سے غافل نہ ہو۔

(۴) مباحات میں جیسے کھانے پینے اور پہننے میں فراخی اختیار نہ کرے۔

(۵) عید کے موقع پر اپنے بچوں کی نگاہ داشت کرے اور ان سے لا پرواہی نہ برتے بالخصوص ان ایام میں جب کہ عید اور چھٹی کے دن اکٹھے ہو جاتے ہیں۔

ہماری عید کیسی ہونی چاہئے؟

عید کا دن مسرت و خوشی کا دن ہے اس شخص کے لئے جس کا باطن صاف ہے اور جس کی نیت اللہ تعالی کے لئے خالص ہے اور جس کی سوچ ہر فکر سے پاک و صاف ہے اور جس کا برتاؤ لوگوں کے ساتھ اچھا ہے، لوگوں کے ساتھ ان کا برتاؤ ویسا ہی ہے جیسا برتاؤ وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

عید کا دن عفو و احسان کا دن ہے، برائی در گذر کرنے کا دن ہے، برائی کا بدلہ بھلائی سے دینے کا دن ہے۔

عید کا دن کامیاب لوگوں پر تحفے تحائف اور انعامات تقسیم کرنے کا دن ہے، لیکن یہ کامیابی کا ایک خاص ذائقہ اور مزہ ہے، اس لئے کہ یہ طاعت کی کامیابی ہے، اور نیک اعمال میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے۔

عید سعید اس آدمی کے لئے ہے جس نے نماز پڑھی اور روزہ رکھا اور اپنے والدین کی خدمت کی اور اپنے ذمہ حقوق کو بحسن و خوبی انجام دیا۔

عید سعید ہے سچی اطاعت و فرمانبرداری کرنے والوں، تسبیح پڑھنے والوں، لا الہ الا اللہ کا ورد کرنے والوں، اور بہت زیادہ اللہ کا ذکر کرنے والے مردوں اور عورتوں کے لئے۔

عید سعید نہیں ہے اس شخص کے لئے جس نے شہوت پرستی کی، جسے اعلی ڈگری حاصل ہو گئی، جس کا جاہ و منصب اونچا ہوا، اسی طرح عید اس کے لئے نہیں ہے جس نے اپنے والدین کی نافرمانی کی، جس نے لوگوں سے حسد کیا، لوگوں کو اذیت و تکلیف پہنچایا، اور ان کے جان و مال اور اولاد کے لئے خطرہ بنے رہے۔

ہم یہ آرزو کرتے ہیں کہ یہ عید امت اسلامیہ کے لئے چوٹی تک پہنچے، جو قیادت و علمبرداری کا منصب حاصل کرے، جیسا کہ ماضی میں تھی، ہم یہ تمنا کرتے ہیں کہ یہ عید اس طرح گذرے کہ ہمارا دل ایمان سے لبریز اور دل اللہ رحمٰن کی اطاعت پر مطمئن ہو، ہم یہ امید کرتے ہیں یہ عید اس طرح گذرے کہ دولتمندوں کے ہاتھ غریبوں اور مسکینوں کی طرف بڑھے ہوئے ہوں اور وہ ان کا مساعدہ کریں، اس کے مصائب و آلام میں اس کے ساتھ ہمدردی کریں تاکہ عید کی لذت و سرور سے وہ بھی محظوظ ہوں، ہم یہ تمنا کرتے ہیں کہ ہماری عید اس

طرح گذرے کہ ہمارے قلوب آپس میں متحد اور کوششیں اکٹھی ہوں، باہمی تعاون وہمدردی مسلم معاشرہ کا شعار ہو، جو ایک جسم کی طرح ہے، جس طرح جسم کے ایک حصہ میں تکلیف ہونے سے سارے جسم کو درد پہنچتا ہے، اسی طرح ایک مسلمان کو تکلیف ہو تو سب مسلمانوں کو اس کا درد پہنچے۔

ہم یہ تمنا کرتے ہیں یہ عید امت مسلمہ پر دوبارہ لوٹ کر اس وقت آئے جب اس کے گہرے زخم مندمل ہو چکے ہوں اور اس کی آرزوئیں پوری ہو چکی ہوں، اس کے مصائب و آلام ختم ہو چکے ہوں اور اس کے دشمن ذلیل ورسوا بن چکے ہو، امت مسلمہ کا سر بلند ہو چکا ہو اور اس کی آواز سنی جاتی ہو اور اس کی بات مانی جاتی ہو، ہم تمنا کرتے ہیں کہ یہ عید جب دوبارہ آئے تو دور ونزدیک کے تمام اسلامی ملکوں میں زندگی کے تمام امور میں اللہ کی شریعت پر عمل جاری وساری ہو چکا ہو، تبھی تو امت اسلامیہ کے لئے ہر خیر متحقق ہو سکتی ہے اور حقیقی سعادت کا مزہ چکھ سکتی اور عید کی فرحت وخوشی کو حاصل کر سکتی ہے جو نظروں کے سامنے عیاں ہیں۔ (احکام العیدین وعشر ذی الحجۃ للشیخ عبداللہ الطیار)

عید اور دعوتی افکار

(۱) عید کی مٹھائی خریدتے وقت کچھ نفع بخش کیسٹیں اور مفید کتابچے بھی خرید

لیں، تاکہ عید کے موقع پر زیارت کے لئے آنے والوں کو مٹھائی کے ساتھ ساتھ کیسٹوں اور رسالے کا تحفہ بھی پیش کر سکیں۔

(۲) اپنے رشتہ داروں کو عیدی تحفے پیش کرنے کے ساتھ کتابوں اور کیسٹوں کا بھی تحفہ پیش کریں اس لئے کہ نفوس[دل]اس کو لینے پر آمادہ ہوتی ہیں۔

(۳)عید کارڈ اور موبائل رسالے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس میں ایسے شاندار دعوتی کلمات لکھے جائیں جو اپنے اندر نصیحت و خیر خواہی اور مبارکبادی کا پیغام لئے ہوئے ہوں۔

عید سے متعلق غلطیاں

(۱) غریبوں اور مسکینوں کا خیال نہ رکھنا، چنانچہ دولتمند افراد کے بیٹے بہت زیادہ مسرت وخوشی کا اظہار کرتے ہیں، نئے اور قیمتی کپڑے پہنتے ہیں، انواع واقسام کے کھانے کھاتے ہیں، اور ایسا وہ غریبوں محتاجوں اور ان کے بچوں کے سامنے بلا جھجک اور بے مروتی کے ساتھ یا دوسرے کے جذبات واحساسات کا خیال نہ رکھتے ہوئے کرتے ہیں، جب کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے ’’تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ دوسروں کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے‘‘ (صحیح بخاری حدیث: ۱۳)

(۲) پہننے، کھانے، پینے اور اس جیسے جائز کاموں میں اس قدر مبالغہ سے کام لینا کہ معاملہ اسراف وفضول خرچی تک پہنچ جائے۔

(۳) بعض لوگ نماز عید کی ادائیگی میں سستی برتتے اور اپنے آپ کو اس اجر وثواب سے محروم کرلیتے ہیں، چنانچہ وہ نماز عید اور مسلمانوں کی دعا میں بھی شریک نہیں ہوپاتے۔

(۴) عیدین کے موقع پر برابر دیکھنے میں آتا ہے کہ چھوٹے اور قریب البلوغ بچے پٹاخے چھوڑتے ہیں جس سے نمازیوں کو تکلیف پہنچتی ہے اور امن وسکون سے رہنے والے خوف زدہ ہو جاتے ہیں، چنانچہ کتنے مصائب وحادثات ایسے ہیں جو اس سبب سے رونما ہوتے ہیں۔

(۵) عید گاہوں، راستوں اور پارکوں میں مرد وعورت کا اختلاط۔

ایام تشریق

ایام تشریق کا اطلاق کن دنوں پر ہوتا؟

ایام تشریق گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں ذی الحجہ ہے، تشریق کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ لوگ اس دنوں میں قربانی کے گوشت کی بوٹیاں بناتے اور اسے دھوپ میں سکھاتے تھے۔

ایام تشریق کے فضائل

ایام تشریق یہ ان مبارک ایام اور عظیم موسموں میں سے ہیں جن میں اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو اپنے ذکر کا حکم دیا ہے، فرمان الٰہی ہے ﴿ وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ ﴾ "اور اللہ تعالی کی یاد ان گنتی کے چند دنوں [ایام تشریق] میں کرو" امام بخاری رحمہ اللہ نے بحوالہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نقل فرمایا ہے کہ آیت ﴿وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ﴾ " اور تم معلوم دنوں میں اللہ کا ذکر کرو" سے مراد ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں، اور [اوپر کی آیت میں] ایام معدودات سے مراد ایام تشریق ہیں۔ (صحیح بخاری کتاب العیدین باب رقم: ۱۱)

ایام تشریق کے وظائف واعمال

ایام تشریق کا پہلا دن سب سے بہتر ہے اور وہ گیارہواں دن ہے اس کو یوم القر[ٹھہرنے کا دن] کہا جاتا ہے، اس لئے کہ منی والے میدان منی میں ٹھہرتے ہیں وہاں سے اس کا کوچ کرنا جائز نہیں ہے، فرمان نبوی ﷺ ہے "اللہ کی بارگاہ میں تمام دنوں میں سب سے عظیم دن قربانی کا دن ہے پھر قر [گیارہویں ذوالحجہ] کا دن ہے" (سنن ابی داؤد ج۵ / ۱۷۴، اس حدیث کی سند جید ہے، ملاحظہ ہو تحقیق المشکاۃ ج۲ / ۸۱۰)

ان دنوں کے کچھ وظائف واعمال ہیں ہمیں چاہئے کہ ان وظائف واعمال سے اپنے آپ کو محروم نہ رکھیں:

(۱) ایام تشریق کھانے پینے، اہل وعیال اور رشتہ اروں کی زیارت کرنے اور ان کے ساتھ مفید اجتماعات قائم کر کے مسرت وخوشی کے اظہارر کادن ہے، اور کھانے پینے میں وسعت سے کام لینے کا دن ہے، خصوصا گوشت کھانے میں جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں کھانے پینے کا دن قرار دیا ہے بشرطیکہ اسراف وتبذیر کی حد کو نہ پہنچے اور اللہ کی نعمتوں کی ناقدری نہ ہو۔

(۲) تشریق کے ایام اللہ رب العالمین کے ذکر اور شکر ادا کرنے کے ایام ہیں، جب کہ حق تو یہ ہے کہ اللہ تعالی کا ذکر اور شکر ہر وقت کیا جائے، لیکن ان مبارک دنوں میں اس کی تاکید اور زیادہ بڑھ جاتی ہے، جیسا کہ نبیشہ الھذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "ایام تشریق کھانے پینے اور اللہ تعالی کے ذکر کادن ہیں" (صحیح مسلم حدیث: ۱۱۴۱)

چونکہ تشریق کے ایام اس مبارک موسم کے آخری ایام ہیں، اور حجاج اس میں اپنا حج پورا کرتے ہیں اور غیر حجاج ذی الحجہ کے ابتدائی دس دنوں میں نیک عمل کرنے کے بعد قربانی کے ذریعہ اللہ کا تقرب حاصل کر کے تشریق کے ایام کو ختم کرتے ہیں، اس لئے حاجیوں اور غیر حاجیوں کے لئے بہتر ہوا کہ اس موسم کو اللہ کے

ذکر کے ساتھ ختم کریں، اور یہ ایک ایسا طریقہ ہے جس کو اللہ تعالی نے بعض عبادات کے اختتام پر مشروع قرار دیا ہے، جیسے نماز کے بعد اللہ تعالی نے ذکر کا حکم دیا ہے، فرمان الٰہی ہے ﴿فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَاماً وَقُعُوداً وَعَلَى جُنُوبِكُمْ﴾ "پھر جب تم نماز ادا کر چکو تو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے اللہ تعالی کا ذکر کرتے رہو" (سورۂ نساء آیت: ۱۰۳)

فرمان باری تعالی ہے ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيراً لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ "پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو، اور بکثرت اللہ کا ذکر کیا کرو تا کہ تم فلاح پالو" (سورۃ الجمعہ آیت: ۱۰)

حج کی ادائیگی کے بعد اللہ تعالی نے اپنے ذکر کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: ﴿فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْراً﴾ "پھر جب تم ارکان حج ادا کر چکو تو اللہ تعالی کا ذکر کرو جس طرح تم اپنے باپ دادوں کا ذکر کیا کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ" (سورۃ البقرہ آیت: ۲۰۰)

ان ایام میں ذکر الٰہی کا جو حکم ہے اس کی متعدد شکلیں ہیں:

(ا) تکبیر ((اللہ أکبر)) کے ذریعہ اللہ کا ذکر کیا جائے، خواہ تکبیر مقید کے ذریعہ ہو یا تکبیر مطلق کے ذریعہ جیسا کہ حاجیوں اور غیر حاجیوں سے متعلق گذر چکا

ہے، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان دنوں میں منی کے اندر، نمازوں کے بعد، اپنی بستر پر اپنے خیمے میں اپنی مجلس میں اور راہ میں تکبیر کہا کرتے تھے، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا قربانی کے دن تکبیر کہا کرتی تھیں اور عورتیں بھی ابان بن عفان اور حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہما اللہ کے پیچھے تشریق کے دنوں میں مسجدوں میں مردوں کے ساتھ تکبیر کہا کرتی تھیں۔ (دیکھئے فتح الباری ج ۲/ ۵۳۴)

اسی طرح اللہ رب العالمین کی عظمت وشان بیان کرنے اور اسکے شعائر کے اظہار کے لئے بازرا، گھر، مسجد اور راستہ میں بھی تکبیر کہنا مشروع ہے۔

(۲) قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت (بسم اللہ واللہ أکبر) کہہ کر اللہ تعالی کا ذکر کیا جائے۔

(۳) کھاتے اور پیتے وقت اللہ تعالی کا ذکر کیا جائے اس لئے کہ جب یہ کھانے اور پینے کے دن ہیں تو پھر کھانا کھاتے اور پانی پیتے وقت بسم اللہ پڑھنا مشروع ہے اور وہ یہ کہ کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھی جائے اور آخر میں الحمد للہ، فرمان نبوی ﷺ ہے "اللہ تعالی اس بندے سے خوش ہوتا ہے جو کھانا کھانے اور پانی پینے کے بعد اللہ تعالی کی حمد وثنا بیان کرتا ہے" (صحیح مسلم حدیث: ۲۷۳۴)

ایام تشریق کے مسائل

(۱) قربانی تشریق کے آخری دن یعنی تیرہ ذی الحجہ تک کی جائے۔

(۲) ان تین دنوں میں روزہ نہ رکھا جائے اس لئے کہ یوم النحر سمیت یہ مسلمانوں کی عید کا دن ہیں۔

ایام تشریق کی غلطیاں

(۱) کھانے پینے خصوصاً گوشت کھانے میں اسراف سے کام لینا۔

(۲) ان راتوں میں رات گئے تک جاگتے رہنا۔

(۳) صحرائی خیمے نصب کرنا، اور اللہ کے ذکر سے غفلت برتنا اور نماز کی ادائیگی میں کوتاہی و سستی کرنا۔

(۴) لہو لعب اور ساز و سارنگ کے وہ آلات جو سنے اور دیکھے جاتے ہوں اس کے ساتھ جمے رہنا۔

خلاصہ کلام

ہمیں چاہئے کہ ان ایام کو ذکر و اذکار اور تکبیر میں لگائیں، اور صرف کھانے اور پینے ہی میں مشغول نہ رہیں، اور کیا ہی عمدہ بات ہے کہ ایک مسلمان اپنے رب کے حق کو ہمیشہ یاد رکھے اور یہ کہ وہ اپنے تمام تر اوقات میں اللہ کو بکثرت یاد کرے گا

اور آسودگی کی حالت جیسے کھانے پینے اور سیر و تفریح کے حالات واوقات میں بھی اللہ کو نہیں بھولے گا۔

خلاصہ یہ کہ ایام تشریق میں مومنوں کے لئے ان کے بدن کی نعمت جیسے کھانا پینا اور دلوں کی نعمت جیسے ذکر و شکر وغیرہ اکھٹی ہو جاتی ہیں، اس طرح سے نعمتیں تام اور پوری ہو جاتی ہیں، اور جب بھی مومن کسی نعمت پر اللہ کا شکر بجالاتا ہے تو یہ بھی اسے ایک نعمت حاصل ہوتی ہے جس کے لئے ایک اور شکر کا محتاج ہوتا ہے، اس طرح کبھی بھی اللہ تعالی کے شکر سے چھٹکارا نہیں ہے۔

عشرۂ ذی الحجہ کے بعد ہمارا عمل کیا ہونا چاہئے

مشرق و مغرب میں بسنے والے مسلمانوں نے ذی الحجہ کے ابتدائی دس ایام اور اس کے بعد تشریق کے تین دن گذار لئے، مقیمین نے طاعت اور عمل صالح، نیکی، صلہ رحمی، ذکر الہی، تسبیح، تہلیل، تکبیر اور نماز عید الاضحیٰ سے ان ایام کو آباد رکھا، اور ان ایام میں قربانی کا جانور ذبح اور اس کا گوشت ہدیہ کر کے اللہ کا تقرب حاصل کیا، ان کے چہروں پر بشاشت وخوشی کے آثار ظاہر تھے اور خوشی سے چہرے جگمگا رہے تھے، اور آپس میں تعلقات اور ایک دوسرے کی زیارت کو قائم رکھا۔

البتہ اللہ کے گھر کی زیارت کرنے والے حجاج کرام نے ایک عظیم عبادت اور دین کے فرائض میں سے ایک عظیم فریضہ انجام دیا، وہ عظیم فریضہ اللہ کے گھر کا حج کرنا ہے، حاجیوں نے مناسک حج ادا کیا، مشقتیں برداشت کیں، اور مشاعر کی ادائیگی کے دوران آتے اور جاتے ہوئے جو تکان پریشانی اور تکلیف ہوئی اس پر صبر کیا۔

یہ دن گذر گئے، حجاج کرام اپنے اپنے وطن اور اہل وعیال کی طرف واپس پہنچ گے، قابل مبارکباد ہے وہ جنہوں نے ان ایام سے استفادہ کیا، اور ان ایام کی فضیلت اور ان میں نیک اعمال، پیارے اور بابرکت کلمات کاورد کرکے فائدہ اٹھایا، جنہوں نے مبارک ایام کی اہمیت وفضیلت کو سمجھا، ان ایام سے فائدہ اٹھانے کی توفیق سے نوازے گئے، تو اس کا دل اس سے مرتبط اور اس کا ذہن اس میں مشغول رہا، تو یقیناً اس کی زندگی، سلوک وکردار اور اس کے اخلاق پر اس کا واضح اثر ہوگا۔

اور ہائے حرمان نصیبی جس پر یہ ایام گذرے اور وہ ان ایام سے استفادہ نہ کرسکا اور نہ ان ایام کا ان پر کوئی اثر ہوا بلکہ دوسرے ایام کی طرح یہ ایام بھی گذر گئے۔

بلکہ کچھ لوگ [اللہ ہمیں بچائے] ان دنوں میں ان کے گناہ بڑھ گئے اور اس کی غلطیوں میں اضافہ ہوا، اس لئے کہ یہ چھٹی کے دن تھے، چنانچہ وہ رات بھر جاگ کر ان چیزوں کا مشاہدہ کرتے رہے جو اللہ کی ناراضگی کا سبب ہیں، اور دن میں اللہ

تعالیٰ کے فرائض واجبات سے غافل ہو کر سوتے رہے، بلکہ بعض لوگوں نے توان ایام کو ملک سے باہر سفر کے لئے غنیمت سمجھا، تواے ان ایام کو ضائع کرنے والے تمہیں کیا معلوم کہ تو دوبارہ ان ایام کو پائے گا یا موت تمہارا کام تمام کردے گی، نتیجۃ تمہارا شمار مرنے والوں کی لسٹ میں ہوگا، تیرے عمل کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا اور حساب تیرے سامنے ہوگا۔

ذرا ہم ان لوگوں کے بارے میں سوچیں جنہوں نے ہمارے ساتھ گزشتہ عیدوں کی نمازیں پڑھی تھیں اور اس مبارک ایام میں ہمارے ساتھ شریک تھے، جیسے ہمارے آباؤاجداد، اہل وعیال، دوست واحباب، علماء اور امراء، آج وہ کہاں ہیں؟ اور کہاں رحلت کر گئے؟ اے کاش کہ میں جانتا کہ اگلے سال تک تم زمین کی پشت پر رہو گے یا اس کے اندر رہو گے۔

یہ مبارک ایام اور عظیم اعمال گذر چکے ہیں لیکن ایک مومن کبھی بھی روزہ، قیام ذکر الٰہی، عمرہ کی ادائیگی، صدقہ وخیرات اور دوسرے خیر اور نیک کاموں سے نہیں رکتا، اس لئے اللہ آپ کو خیر وبرکت سے نوازے، اپنی وسعت اور طاقت کے مطابق طاعت اور عبادت پر جمے رہیں، تاکہ آپ دنیا اور آخرت میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کما سکیں، اس لئے کہ ایک سچا مومن عبادت کا موسم ختم ہونے کے بعد بھی اپنے رب کی عبادت سے علیحدگی اختیار نہیں کرتا، بلکہ وہ پوری

زندگی اپنے رب کی عبادت و بندگی میں لگا رہتا ہے۔

محترم بھائی! اللہ تعالی نے عمل کے منقطع ہونے کا سبب صرف موت قرار دیا ہے، فرمان باری تعالی ہے ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾ "اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے" (سورۃ الحجر آیت: ۹۹)

نیز اللہ تعالی کا فرمان ہے ﴿وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا﴾ "اس نے مجھے نماز اور زکوۃ کا حکم دیا ہے جب تک بھی میں زندہ رہوں" (سورۃ حجر آیت: ۳۱)

چنانچہ عمل کو کسی وقت اور موسم کے ساتھ محدود نہیں کیا ہے۔

جس شخص سے خیر کا یہ موسم چھوٹ گیا اور وہ اعمال خیر بجالانے کی توفیق سے محروم رہا، اسے سمجھ لینا چاہئے کہ خیر کے دروازے اور راستے ابھی بند نہیں ہوئے ہیں اور یہ کہ توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور رب کا فضل و بخشش صبح و شام آجا رہا ہے۔

کوتاہی کرنے والے کو یہ جان لینا چاہئے کہ وہ جس رب رحیم کی عبادت کر رہا ہے اس کی رحمت ہر چیز کو محیط ہے، اور وہ بہت زیادہ معاف کرنے والا، کشادہ رحمت والا اور بہت زیادہ جواد و فیاض ہے۔

سلف صالحین عمل صالح کو کامل و مکمل اور بحسن و خوبی انجام دینے کے لئے بہت

زیادہ کوشاں رہتے تھے، پھر اس کے بعد قبولیت عمل کے بارے میں فکر مند رہا
کرتے تھے اور عمل کے مردود ہو جانے سے ڈرتے تھے، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ
ہے ﴿وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ "اور جو لوگ دیتے ہیں جو کچھ
دیتے ہیں اور ان کے دل کپکپاتے ہیں" (سورۂ مومنون آیت: ۶۰)

طاعت کی قبولیت کی علامت یہ ہے کہ اس کے بعد بھی اطاعت کی جائے، او
عمل کے مردود ہونے کی علامت یہ ہے کہ طاعت کے بعد معصیت کیا جائے۔

اس طرح مومن ہمیشہ ایک نیکی کے بعد دوسری نیکی کرتا ہے اور ایک موسم خیر
کے بعد دوسرے موسم کی طرف اور ایک فضل سے دوسرے فضل کی طرف
منتقل ہوتا ہے جس میں وہ رحمت الٰہی کی برسات اور رضامندیوں کے حصول کے
درپے رہتا ہے اور اس کی رحمتوں کے نزول کا طلبگار ہوتا ہے، اس سے بڑی خوش
کی بات یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے علاوہ بھی ہمارے لئے بہت سے
ایسے اعمال متعین کئے ہیں جو غایت درجہ، نہایت ہی آسان ہے، جس میں نہ کو
تھکاوٹ ہے اور نہ کوئی تکان محسوس ہوتی ہے اور نہ ہی اس کو بجالانے میں اہل
وعیال سے دوری ہے اور نہ ہی اس میں وطن سے جدائی ہے اور نہ ہی مال ودولت
کا خرچ ہے بلکہ یہ قریب اور آسان ہے، انہیں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا، اس کی تسبیح
کرنا، بڑائی وبزرگی بیان کرنا اور لا الہ الا اللہ پڑھنا ہے، اور یہاں پر نبی حبیب ﷺ

کی یہ حدیث بھی سن لیجئے: ”جو شخص دن میں سو مرتبہ (سبحان اللہ وبحمدہ) کہے اس کے تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں خواہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں“ (صحیح بخاری حدیث: ۶۴۰۵ صحیح مسلم حدیث: ۲۶۹۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا میرے پاس سے گذر ہوا اس وقت میں پودا لگا رہا تھا، آپ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! تم کیا لگا رہے ہو؟ میں نے عرض کیا، پودا لگا رہا ہوں، فرمایا کہ اس سے بہتر پودے کے بارے میں تمہیں نہ بتلاؤں، میں نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ، تو آپ نے فرمایا (سبحان اللہ والحمد للہ ولا إله إلا اللہ واللہ أکبر) میں سے ہر کلمہ کے عوض جنت میں تمہارے لئے ایک درخت لگایا جائے گا“ (سنن ابن ماجہ حدیث ۳۸۰۷)



حرف آخر

مسلمان بھائیو! ان مبارک ایام میں انجام دینے والے یہ بعض نیک اعمال ہیں،
لیکن افسوس کہ بہت سے لوگ ان ایام کی قدر نہیں کرتے اور نہ ہی اس کی
حرمت وعظمت کو سمجھتے ہیں، جب کہ ان ایام کی فضیلت اور ان میں عمل صالح کی
فضیلت جہاد فی سبیل اللہ سے بھی بڑھ کر ہے سوائے اس کے کہ کوئی شخص اپنی
جان ومال کے ساتھ اپنے گھر سے نکلے اور پھر وہ کسی چیز کے ساتھ بھی واپس نہ
لوٹے، جیسا کہ حدیثِ رسول ﷺ کے الفاظ ہیں۔

ہر مسلمان مرد اور عورت کو چاہئے کہ ان ایام کے لئے تیاری کریں اور توبہ کے
ذریعہ ان ایام کا استقبال کریں، اور ان ایام کی اُسی طرح تعظیم کریں جس طرح اللہ
نے اس کی عظمت شان بیان کی ہے، اور مختلف قسم کی طاعات اور نیکیوں میں پہل
کر کے ان ایام کو گذاریں، اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے کہ ہم سال رواں
نیکیوں پر ختم کریں، شاید کہ اللہ تعالیٰ ان دنوں میں کئے ہوئے اعمال کی برکت
ہماری گزشتہ گناہوں کو مٹا دے۔

اور ہم یہ امید کرتے ہیں کہ ہمارے جو بھائی یہ کتاب پڑھیں گے وہ ہمیں ا
غائبانہ نیک دعاؤں میں نہ بھولیں، نیز جو بھائی اس کتاب میں کوئی غلطی یا خا

پائیں وہ ہمیں اس غلطی سے فوری مطلع کریں ہم ان کے شکر گذار بھی گے اور دعا بھی کریں گے۔

ہمیں آپ کے افکار و تجاویز اور اصلاحات کا انتظار رہے گا۔

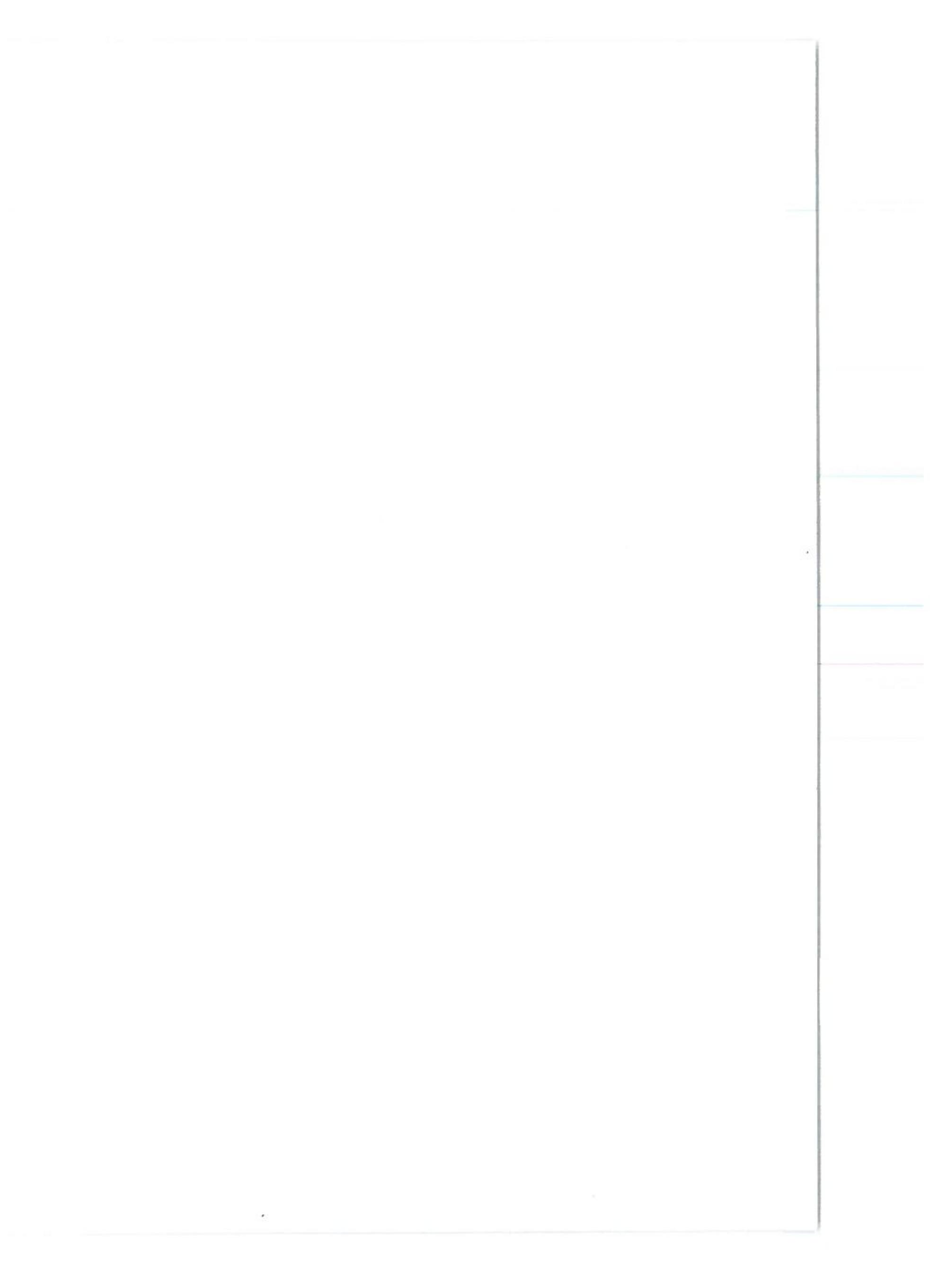
اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ ہمارے دلوں اور اعمال کی اصلاح فرمائے، اور ہمیں اپنے نیک بندوں میں شمار کرے، بیشک وہ سننے والا اور دعا قبول کرنے والا ہے۔ (وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم)

ابو عدنان محمد طیب سلفی



مراجع کتاب

کتاب	مصنف
(۱) فتح الباری	ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ
(۲) تفسیر القرآن العظیم	ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ
(۳) زاد المستقنع	موسی الحجاوی المقدسی
(۴) فتاوی شیخ الاسلام	ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ
(۵) الاختیارات الفقہیۃ	ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ
(۶) زاد المعاد	ابن القیم رحمۃ اللہ عل
(۷) الشرح الممتع	ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ
(۸) احکام الاضحیۃ	ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ
(۹) احکام العیدین و عشر ذی الحجۃ	الدکتور عبداللہ بن محمد الطیا
(۱۰) التجدید فی احکام الاضاحی	الشیخ ابراہیم الصبیح
(۱۱) کیف نستقبل رمضان	مکتب الدعوۃ الجمعہ
(۱۲) مجلّہ الدعوہ الاسبوعیہ	شمارہ نمبر ۱۶۸۵
(۱۳) فضل ایام التشریق (پمفلٹ)	الشیخ ابراہیم بن محمد الحقی
(۱۴) جاءت العشر فماذا اعددنا لھا؟ (پمفلٹ)	الشیخ ابراہیم بن محمد الحقی



محترم مسلمان بھائیو!

اللہ سبحانہ وتعالی کا فضل واحسان ہے کہ اس نے اپنے نیک بندوں کے لئے سال میں کتنے ہی لمحات اور مواقع ایسے عطا کر رکھے ہیں جو بار بار آتے رہتے ہیں، جن میں وہ کثرت سے نیک کاموں کو انجام دیتے ہیں اور اپنے مالک ومولی کا قرب حاصل کرنے کے لئے مسابقت اور پہل کرتے ہیں، ان لمحات ومواقع میں سے ایک موقع ایام عشرۂ ذی الحجہ بھی ہے۔

ان ایام کی فضیلت کے باوجود آج ہم یہ دیکھتے ہیں کہ لوگ ان ایام کی قدر ومنزلت سے غافل ہیں جب کہ یہ ایام مطلقا اپنے منٹوں اور گھڑیوں کے لحاظ سے افضل ترین ایام ہیں، اور ان ایام میں نیک اعمال کرنا دوسرے دنوں میں کیے گئے نیک اعمال سے زیادہ محبوب ہیں، تو یہ ایام زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کا موسم، نجات حاصل کرنے کا راستہ اور نیکیوں میں سبقت اور پہل کرنے کا موقع ہے۔

اس موقع سے فائدہ اٹھانے میں جلدی کیجئے اور اپنے آس پاس رہنے والے ساتھیوں کی طرح مت بن جایئے جن کے نزدیک سال کے تمام دن برابر ہیں اور جن کے اعمال نامے لہو لعب اور لاپرواہی کے ساتھ لپیٹے جاچکے ہیں اور یہ خیال مت کیجئے کہ مطلوب حاصل کرنا مشکل کام ہے، اس عشرہ سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے لئے محنت ومشقت کی ضرورت ہے، ہم نے آپ کے لئے اس کام کو آسان کرنے کی کوشش کی ہے، جس کے لئے ہم نے آپ کے لئے اس کتاب [ایام مبارکہ] کو شائع کیا ہے جس میں ہم نے اس عشرہ کے متعلق تمام چیزیں جمع کردی ہیں آپ اس کتاب کو پڑھئے اور عملی زندگی میں اس کو نافذ کیجئے، اللہ تعالی ہم سبھی کو نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

CO - OPERATIVE OFFICE FOR CALL &
FOREIGNER'S GUIDANCE AT AL-MAJMA'AH
P.O BOX # 102. ALMAJMA'AH- 11952,
KINGDOM OF SAUDI ARABIA.
TEL: 06 432 3949 - FAX: 06 431 1996

ردمك ١-٠-٩٨٤٢-٩٩٦٠